تمہید میں ظاہر کیے گئے الفاظ ذیل کے مطابق ہیں :

بھارت کا آئین

تمہید

ہم بھارت کے لوگ، بھارت کو
ایک اقتدار کل، سماج وادی (سوشلشم)، سوشل
غیر فرقہ وارانہ، عوامی نظام کا
حامل جمہوریہ، عوامی جمہوریہ کے طور
پر قائم کرنے کا اور اُس کے تمام شہریوں کو :
سماجی، اقتصادی، اور سیاسی **اِنصاف**
نظریہ، اظہارِ بیان، مقبولیت، **آزادی**
مذہب اور عبادت کے درجے اور مواقع کی **مساوات**
حاصل ہوں ویسا کرنا اور اُن سب میں
انسانی وقار اور قومی اتحاد اور سالمیت
کو مضبوط و مستحکم کرے ایسے اشترا کیت کو ترقی **بھائی چارہ**
دینا، سنجیدگی و شدت کے ساتھ عہد
کر کے ہماری آئین ساز کمیٹی میں
26 نومبر 1949 (ماگسر سود 7،
وکرم سنوت دو ہزار چھ) کے دن سے
اس آئین کو اپنا کر، اُسے قانونی قرار دے کر
ہم، خود کو سپرد کرتے ہیں۔

1976 کے 42 ویں آئینی اصلاح سے دیباچے (تمہید) میں 'سرزمینِ ہند' الفاظ کے بعد 'سوشلزم'، 'غیر فرقہ واریت' الفاظ شامل کیے گئے۔ اُسی کے ساتھ 'قومی اتحاد' اور 'سالمیت' کا بھی شمار کیا گیا ہے۔

تمہید (دیباچہ) آئین کے بنیادی مقاصد، نصب العین، مثالیں نیز اُصولوں کو نمایاں کرتا ہے۔ تمہید آئین کے اُصولوں کے مطابق 'کلیان راج' فلاح و بہبودی قائم کرنے کے اعلیٰ جذباتوں اور اُصولوں کو کامیاب بنانا چاہتا ہے۔ یہ بات واضح ہوتی ہے۔ اس طرح تمہید کے ذریعے آئین کے تشکیل کاروں کی انسانیت کا تعارف ہوتا ہے۔ آئین بنانے والوں کے ارادوں اور مقاصد سے متعارف کراتا ہے۔

تمہید کی اہمیت

تمہید کو آئین کی روح قرار دیا گیا ہے۔ اس لیے اُس کی بڑی اہمیت ہے۔ دیباچے (تمہید) سے کسی بھی آئین کی تشکیل میں نیز اُسے مکمل طور پر سمجھنے یا مفہوم کی وضاحت کے لیے رہنمائی حاصل ہوتی ہے۔ قوانین کے مقاصد اور اُس کے اُصولوں کے لیے پارلیمان کی پالیسی کیا ہے؟ اُس کی واقفیت میں دیباچہ مددگار ثابت ہوتا ہے۔ کیسے مسائل کو حل کرنے کے لیے قوانین بنائے جاتے ہیں، اُس کی رہنمائی ہمیں دیباچے سے واضح ہوتی ہے۔ اس طرح دیباچہ آئین کا عرق ہے۔

قوانین کے کسی دفعہ میں یا تفصیلات میں غیر وضاحت یا غیر ہم آہنگ پیدا ہو، قوانین کے مقاصد واضح نہ ہوتے ہوں تب تمہید قانون کی دفعہ کو سمجھنے میں، دشواریوں کو دور کرنے میں مددگار ثابت ہوتا ہے۔ اس طرح تمہید آئین کے اہتمام کو سمجھنے میں قطب نما کا کام انجام دیتا ہے۔

تمہید ملک کے اتحاد، سالمیت اور شہریوں کے درمیان بھائی چارے کے عمدہ جذباتوں کا اور مثالوں کا پس منظر ہے۔ اس لیے دیباچے میں آئین کے مقاصد اور کردار کی وضاحت کی گئی ہے۔ اس طرح دیباچہ آئین کو سمجھنے کے لیے کلیدی اہمیت کا حامل ہے۔

آئین کے بنیادی ستون

بھارتی آئین کے دیباچے میں پیش کیے گئے بنیادی الفاظ جیسے کہ بھارت کی عوام، سالمیت، سماج واد (سوشلزم)، غیر فرقہ واریت، جمہوریت، عوامی جمہوریہ، بھائی چارہ، انصاف، مساوات، آزادی، قومی اتحاد اور اٹوٹ پن (اکھنڈتا) وغیرہ ہیں۔ اس کے مطابق ذیل میں بتائے گئے تین بنیادی ستون کے متعلق تفصیل سے مطالعہ کریں گے:

(1) جمہوریت: بھارتی آئین میں بھارت کی عوام کو اقتدارِ کل حاصل ہے۔ یعنی کہ کسی ایک انسان یا جماعت کی حکومت یہاں نہیں ہے۔ درحقیقت حکومت کی آخری باگ دوڑ لوگوں کے ہاتھ میں ہی ہے۔ بھارت میں ملک کے سارے اختیارات بھارت کے عوام کے ہی ہیں۔

جمہوریت (Democracy) لفظ دراصل گریک لفظ 'Democ' (لوگ) اور 'Kratos' (حکومت) سے نمودار ہوا ہے۔ نظامِ حکومت بعض لوگوں کے ہاتھوں بے قاعدہ طور سے قائم نہیں ہوئی ہے۔ جمہوریت ایسا سیاسی نظام ہے کہ جس میں ملک کے لوگ سماجی، اقتصادی اور سیاسی انصاف حاصل کرسکتے ہوں اور سیاسی نظام میں حصہ لینے کا حق رکھتے ہوں۔

بھارت کے آئین میں تمام بالغ لوگوں کو ووٹ دینے کا حق ہے جو اپنے ووٹ دے کر اپنی پسند کے نمائندوں کا اِنتخاب کرتے ہیں۔ اس طرح بھارت کی عوام، سنگھ، ریاست اور مقامی یعنی ہر طبقے پر بالغ لوگ ووٹ دے کر سرکار کا انتخاب کرتے ہیں۔ ان نمائندوں کے ذریعے پارلیمنٹ تشکیل پاتی ہے۔ جس کو انتظامیہ (وزراء کی کابینہ اور اِنتظامیہ) جواب دہ ہوتی ہے۔ اِس طرح بھارت کی سرکار مکمل طور پر لوگوں کو جواب دہ ہے۔ انتظامیہ غیر پابند حکومت نہیں ہے۔ اُس کے مقررہ وقت کے میعاد تک کی حکومت کے اختیارات کی ذمہ داری دی جاتی ہے۔ اُسی کے مطابق ریاست اور مقامی سطح پر ووٹ دینے والے حکومت (سرکار) کا انتخاب کرتے ہیں۔ اس طرح، جمہوری حکومت یعنی لوگوں کا، لوگوں کے ذریعے اور لوگوں کے لیے چلنے والی حکومت حقیقی حکومت لوگوں کے نمائندوں میں سے بنائی گئی مجلسِ وزراء ہی سے قائم ہوتی ہے۔ وزراء کی کابینہ کی تشکیل پارلیمان سے ہی کی جاتی ہے۔ وزراء کی کابینہ پارلیمان کو جواب دہ ہوتی ہے۔ بھارت جمہوری ملک اس لیے بھی ہے کہ بھارت کا کوئی بھی شہری آئین میں مقرر کی گئی اہلیت (قابلیت) کا حامل ہو اور وہ شخص بالغ رائے دہی سے منتخب ہوتا ہو۔ وہ کسی موروثی روایت کے مطابق یہ عہدہ حاصل نہیں کرسکتا۔ عام طور پر وہ پانچ سال کے لیے عہدے پر فائز رہ سکتا ہے۔ پارلیمانی سرکار ذمّہ داری کے اُصول پر کام کرتی ہے۔ اس لیے اُسے ذمّہ دار سرکار بھی کہتے ہیں۔ بھارت کی جمہوری حکومت آزادی، مساوات اور بھائی چارے کے جذبے کو تسلیم کرتی ہے اور اُن مقاصد کو مکمل کرنے کے لیے کوشاں رہے گی اس بات کو

دیباچے میں واضح کیا گیا ہے۔آئین بنانے والوں نے بھارت کے لوگوں کو بالغ رائے دہی (ووٹ دینا) کا حق دے کر ہمت اور عقیدہ پیش کیا ہے۔

جمہوری حکومت میں بھارتی آئین میں بنیادی حقوق، سیاست کے راہنما اُصول، پارلیمان، عدلیہ، آزادی (عدلیہ کا آزاد اور غیر جانبدار ہونا)، انتخاب پنچ کی تشکیل اور کارکردگی وغیرہ کی سہولیات بھارت کے جمہوری ملک ہونے کا اظہار کرتے ہیں۔

ہر بالغ رائے دہندہ کو کسی بھی جنسی (تذکیر وتانیث)، ذات، مذہب، زبان، تعلیم، آمدنی یا جائے پیدائش کی تفریق کے بغیر 18 سال یا اُس سے زیادہ عمر کے بھارت کے ہر شہری کو ووٹ دینے کا حق ہے۔البتہ انتخابی فہرست میں شہری کا نام درج ہونا ضروری ہے۔

(2) سوشلزم (سماج واد) : بھارت میں 1976 میں ہنگامی حالات کے دوران آئین میں اصلاح کی گئی۔اس 42 ویں اصلاح کے ذریعے دیباچے میں 'سوشلسٹ' (سماج واد) لفظ شامل کیا گیا۔ بھارتی آئین میں زیادہ تر اہتمام براہِ راست یا بالواسطہ طور پر 'سماجی انقلاب' کے ذریعے سماجی اور اقتصادی مساوات قائم کرکے 'کلیان راج' یعنی فلاح و بہبود کی حکومت قائم کرنا اُن کا اہم مقصد ہے۔

دیباچے میں تمام شہریوں کو سماجی، سیاسی نیز اقتصادی انصاف اور مساوات حاصل ہوا ایسے سماج وادی نظریے کے حامل سماج کی تشکیل کے قیام کا مقصد سیاست کے راہنما اُصولوں میں شامل کیا گیا ہے۔

سماج وادی سماج تشکیل کے لیے آئین میں قومی وسائل کی منصفانہ تقسیم، پیداوار اور درجہ بندی کا اِنتظام ریاست کے ہاتھوں کیا گیا ہو، ریاست میں مختلف علاقوں اور تجارتوں میں کام کرنے والے لوگوں کے درمیان آمدنی کی غیر یکساں تقسیم کرنے کی کوشش کی گئی ہو، کسی شخص یا اجتماع کے ہاتھوں سرمایہ مرکوز نہ ہوا ہو، سبھی کو صحت مند اور پُرفخر ترقی کے مواقع اور سہولیات حاصل ہو جس کے ذریعے سماجی فلاح و بہبود کی ترقی کے لیے اور امیر، غریب کے امتیاز کو ختم کرکے لوگوں کا اعلیٰ معیارِ زندگی قائم کرنا اور اُن میں سماجی اور اقتصادی مفادات قائم کرنا وغیرہ جیسے معاملات کی رہنمائی کی گئی ہے۔اسی لیے بھارتی آئین ایک سماجی دستاویز ہے۔

(3) غیر فرقہ واریت : 1976 کے 42 ویں اصلاح کے مطابق دیباچے میں 'غیر فرقہ واریت' لفظ شامل کیا گیا ہے۔ بھارت ایک لامذہبی یا غیر فرقہ وارانہ (سیکولر) ملک ہے۔آئین کی ہدایت کے مطابق بھارت مذہبی ملک نہیں بن سکتا۔ ملک بھارت کا اپنا کوئی مذہب نہیں ہے۔اس لیے مذہبی معاملے میں بھارت (ملک) کوئی مداخلت نہیں کرے گا۔اسی لیے ملک کسی بھی مذہبی سرگرمی کو تعاون نہیں دے گا۔ملک کسی بھی غیر فرقہ وارانہ سرگرمیوں کے ساتھ مذہب کو نہیں جوڑ سکتا۔ملک کے لیے شہری کو اپنی مرضی کے مطابق کسی بھی مذہب کی پیروی کرنے کی آزادی ہے۔ ملک مذہب یا قوم کے نام پر کسی بھی شہری کے لیے حمایت یا تفریق نہیں کرسکتا۔ اُسے عوامی ملازمت نیز سیاسی حقوق حاصل کرنے کے یکساں موقع فراہم کیے جاتے ہیں۔اس طرح، غیر فرقہ واریت آئین کی اہم ترین اور جمہوریت کی ناگزیر خصوصیت ہے۔

دیباچے میں عقیدے، یقین اور عبادت کی آزادی کے عہد کو بنیادی حقوق میں کامیاب بنایا گیا ہے۔آئین کے ذریعے پہلے کی قومی رائے دہندہ انجمنیں بند کردی گئی ہیں۔قومی اداروں پر یا کٹّر مذہبی جماعتوں پر ریاست کے ذریعے پابندی عائد کی گئی ہے۔قومی سطح پر ہونے والے چناؤ قومی اتحاد کے مفاد میں خلل پذیر ہونے کی وجہ سے بند کیے گئے ہیں۔ ملک کسی بھی مذہبی سرگرمی کو تعاون یا اقتصادی اِمداد نہیں کرسکتا۔مختلف مذہبی فرقوں کے درمیان اِمتیاز پیدا کرنے والی پالیسیاں ریاستیں نہیں بنا سکتیں۔ قانونی طور سے سبھی یکساں اہمیت کے حامل ہیں۔مختلف زبانوں اور مذہبی فرقوں کے عقائد کو ریاست کے ذریعے یکساں اہمیت دے کر قومی اتحاد اور اٹوٹ پن (اکھنڈتا) کی پہچان کو برقرار رکھا ہے۔اس طرح سبھی مذہبی اور فرقوں کے لیے یکساں نظریہ اور یکساں احترام کے جذبے کی وجہ سے بھارت غیر فرقہ وارانہ ملک کہلاتا ہے۔

آئین کی بنیادی خصوصیات

26 جنوری 1950 سے عمل درآمد ہونے والا دنیا کا سب سے طویل، وسیع اور مفصل تحریری آئین کی بعض مخصوص اور بنیادی خصوصیات ذیل کے مطابق ہیں :

(1) تحریری دستاویز : برطانیہ اور اسرائیل کے تنازعے کے علاوہ بھارت کے ساتھ دنیا کے تمام جمہوری ممالک کے آئین تحریری صورت میں ہیں۔ بھارت کی سماجی، جغرافیائی متنوع صورتِ حال اور ماضی کی تاریخ کو مدِّنظر رکھتے ہوئے آئین ساز کمیٹی نے آئین کو تحریری صورت میں تیار کرنا مناسب سمجھا تھا۔

(2) آئین کی وسعت : بھارت کا آئین 22 حصوں میں منقسم ہے۔جس میں 395 مضامین (آرٹیکلس) اور 8 ضمیمے (فی الحال 12 ضمیمے) شامل ہیں۔ اس آئین میں مرکز اور ریاستوں کی نظامِ حکومت اور اُن کے اندرونی تعلقات، لوگوں کے بنیادی حقوق، فرائض، سیاست کے رہنما اُصول، عدلیہ، انتخابی پنچ، مقامی سوراج کے اِدارے، اقلیتوں، پسماندہ اور محروم جماعتوں کے لیے مخصوص سہولتیں فراہم کی گئی ہیں۔ اسی لیے ہمارا آئین دنیا کے آئین کی بہ نسبت طویل، مفصل اور واضح طریقے سے مرتب ہوا ہے۔

(3) ایک ہی شہریت : امریکہ جیسے ملک میں تمام لوگوں کو دوہری شہریت حاصل ہے۔ یعنی ایک یونائیٹیڈ اسٹیٹس آف امریکہ اور دوسرا یہ کہ وہ خود جس ریاست میں آباد ہو اُس ریاست کی شہریت حاصل ہوتی ہے۔ جب کہ بھارت کے کسی بھی ریاست میں ہم رہتے ہوں، ہمیں ایک ہی شہریت یعنی بھارتی شہری ہم مانے جاتے ہیں۔ ہمارے یہاں ریاست کی الگ شہریت جیسی کوئی بات نہیں ہے۔

(4) مضبوط مرکزی وفاقی نظام : بھارت کے آئین میں کہیں بھی 'وفاق' (فیڈرل) لفظ کا استعمال نہیں ہوا ہے۔ آئین کو 'سنگھ ریاست' (یونین آف اسٹیٹس) کے طور پر ہی ظاہر کرتا ہے۔ اس طرح بھارت ایک سنگھ ریاست ہے۔ آئین میں اِس بات کی وضاحت کی گئی ہے کہ سنگھ لفظ کے ذریعے بھارت میں سنگھ (مرکز) اور واحد ریاستوں کے درمیان (کبھی بھی) دائمی تعلقات کو کبھی بھی بدلا نہیں جا سکے گا۔ اس وضاحت کو آئین میں تحریری شکل دی گئی ہے۔ علیٰحدہ ریاستوں کو مرکز سے الگ ہونے کا حق نہیں دیا گیا ہے۔ مرکزی حکومت (سنگھ) کو بعض اہم اور علاقائی ریاستی حکومت کے درمیان اختیارات کو واضح طور پر منقسم کیا گیا ہے، جس کی وجہ سے ریاستی حکومت اپنے ہی علاقے پر اپنے ہی دائرۂ عمل سے متعلقہ قوانین تشکیل دے سکتی ہے۔ دونوں ہی یعنی مرکز اور ریاستوں کے درمیان اختیارات منقسم ہونے سے آئین کے مطابق اُنہیں جو اختیارات عطا کیے گئے ہیں اُن پر وہ عمل پیرا ہوتے ہیں۔ وفاقی نظام میں وفاقی سرکار اور ریاستی سرکاروں کے علاوہ آزاد اور غیر جانبدار عدلیہ ہوتا ہے جو مرکز اور ریاستوں کے درمیان اختیارات اور کاموں کی تقسیم کے سلسلے میں کوئی نا اتفاقی پیدا ہو تو وہ آئین پر عمل کر کے اُسے حل کرنے کا کام کرتی ہے۔

بھارت میں مرکز اور ریاستوں کے درمیان اختیارات واضح طور پر منقسم کیے گئے ہیں۔جس کی تین فہرستیں آئین میں تیار کی گئی ہیں۔

(i) سنگھ کی فہرست : سنگھ (مرکز) کی فہرست میں کل 97 موضوعات شامل کیے گئے ہیں۔جس میں قانون تشکیل دینے کا مکمل اختیار مرکز کو حاصل ہے۔ تحفظ، بیرونی معاملات، ایٹمی طاقت، بیمہ، بینکنگ، ڈاک وتار، ریلوے جیسی قومی اہمیت کے حامل شعبوں میں مرکز اعلیٰ اختیار کی حامل ہے۔

(ii) ریاستوں کی فہرست : اس میں 66 (مضامین) موضوعات کو شامل کیا گیا ہے۔جس پر قانون تشکیل دینے کا مکمل اختیار ریاستوں کی مجلس قانون ساز (ودھان سبھا کا ایوان) کو دیا گیا ہے۔ اس فہرست میں قانون اور انتظام، تعلیم، مقامی سوراج کے ادارے، زراعت، آبپاشی، صحت، زمین، ریاستوں کی اندرونی تجارت، پیشہ ورانہ خدمات کا شمار ہوتا ہے۔ اگر مرکز کو اس بات کا شبہ ہو کہ ریاست میں قوانین اور نظام کے معاملات کی خلاف ورزی ہوئی ہے تو ریاست کی رضامندی کے ساتھ ریاست کے خلاف مرکز اُس ریاست میں 'مرکزی امانت پولیس دستوں' کو روانہ کر سکتی ہے۔

(iii) مشترکہ فہرست : مشترکہ فہرست میں 47 موضوعات شامل کیے گئے ہیں۔جن پر قانون تشکیل دینے کا اختیار مرکز اور ریاست دونوں کو حاصل ہے۔ لیکن جہاں ایسے محسوس ہو کہ سنگھ سرکار کے قانون یا ان میں سے کسی متعین دفعہ اور ریاستی سرکار کے قانون کے درمیان مخالفت پیدا ہوئی ہے یا دونوں ایک دوسرے کے متضاد ہیں تب وہاں سنگھ سرکار کا قانون ہی اعلیٰ اور قابل عمل مانا جاتا ہے۔ اس فہرست میں دیوانی اور فوجداری معاملات، شادی، طلاق، نان ونفقہ، معاشی منصوبہ بندی، تعلیم اور تجارتی ادارے وغیرہ کا شمار ہوتا ہے۔

بقیہ اختیارات

جن موضوعات کے اختیارات مرکز اور ریاستوں کے درمیان واضح طور پر منقسم نہ ہوئے ہوں تب اُن موضوعات کا شمار باقی اختیارات میں کیا جاتا ہے۔ ان زائد موضوعات یا باقی اختیارات پر قانون تشکیل دینا یا اُس میں ردّ و بدل کرنے کا مکمل اختیار مرکزی حکومت (پارلیمنٹ) کو دیا گیا ہے۔

بھارت میں مرکز اور ریاستوں کے درمیان سرمایہ دار وسائل کو بھی منقسم کیا گیا ہے۔ آبکاری ٹیکس، درآمد و برآمد ٹیکس، آمدنی محصول وغیرہ زیادہ آمدنی والے محصول مرکز کو منقسم کیے گئے ہیں۔ جب کہ فروشندہ محصول، تفریحی محصول، تعلیم کے محصول جیسے کم آمدنی والے اختیارات ریاستوں کو تقسیم کیے گئے ہیں۔ جس کی وجہ سے ریاستوں کے مرکز سے گرانٹ کی صورت میں معاشی امداد پر دار و مدار رکھنا پڑتا ہے۔

(5) ہنگامی حالات میں وحدانی نظام کا اہتمام : بھارت کے آئین میں تین قسم کے ہنگامی حالات کا اہتمام کیا گیا ہے۔ جو ذیل کے مطابق ہیں :

(i) قومی امن و سلامتی کے لیے جنگ، بیرونی حملہ یا مسلح بغاوت جیسے حالات کا خطرہ درپیش ہو تب ایسی صورتِ حال میں ملک میں امن برقرار رکھنے کے لیے ہنگامی حالات کا اعلان کیا جاسکتا ہے۔

(ii) ریاست میں قانون سے متعلق آئینی نظام درہم برہم ہوجائے یا آئینی اہتمام کے مطابق ریاستی حکومت قائم نہ رہ سکے تب مرکزی حکومت آئینی ہنگامی حالات کا اعلان کرسکتی ہے۔ جس سے ریاست میں 'صدارتی حکومت' یعنی راشٹریہ شاسن قائم ہوتا ہے۔

(iii) قیمتوں (بھاؤ) میں مسلسل اضافہ ہونے سے روپے کی قدر و منزلت میں تیزی سے کمی (گھساؤ) واقع ہوتی ہے تب سرمایہ خیز ہنگامی حالات کا اعلان کیا جاسکتا ہے۔

اس طرح ہنگامی حالات کے اِن تینوں اہتمام کے تحت ہمارا وفاقی نظام بالآخر وحدانی نظام میں تبدیل ہوجاتا ہے۔ تب تک کے لیے وفاقی نظام مسترد ہو جاتا ہے۔

(6) دو ایوانی طرزِ حکومت : لوگوں کے ذریعے منتخب کیے گئے نمائندوں سے لوک سبھا بنی ہوئی ہے۔ جمہوریت میں لوک سبھا ہی حقیقی حکومت کہلاتی ہے۔ لوک سبھا کو ہی فوقیت حاصل ہے۔ پارلیمان کے دو ایوان ہوتے ہیں : (1) ایوانِ خاص : راجیہ سبھا اور (2) ایوانِ عام : لوک سبھا۔ مجلسِ وزراء کی تشکیل پارلیمان کے ممبروں کے ذریعے کی جاتی ہے۔ اس لیے مجلسِ وزراء پارلیمان کو جواب دہ ہوتی ہے۔ مجلسِ وزراء اقتدار پر تب تک فائز رہ سکتی ہے کہ جب تک لوک سبھا اُن پر اعتماد کرسکتی ہو۔ پارلیمان حکومت مشترکہ ذمّہ داری کے اُصول پر کام کرتی ہے۔ مجلس وزراء کے ذریعے کافی اہم فیصلے لیے جاتے ہیں۔ مرکز میں صدرِ مملکت کے نام سے نیز ریاست میں راجیہ پال (گورنر) کے نام سے انتظام چلتا ہے۔ اس کے باوجود درحقیقت اختیارات تو مرکز میں وزیرِ اعظم کی رہنمائی میں وزراء کی کابینہ اور ریاستوں میں وزیرِ اعلیٰ کی رہنمائی میں ریاست کی وزراء (مجلسِ وزراء) کو ہی نظامِ انتظامیہ کے تمام اختیارات حاصل ہیں۔ ریاست کی مجلسِ وزراء وِدھان سبھا کو جواب دہ ہوتی ہے۔ لوک سبھا مستقل (قائمی) ایوان نہیں ہے۔ اُس کی مدت پانچ سال کی ہوتی ہے۔ راجیہ سبھا میں ممبران ریاست کی ودھان سبھا سے منتخب ہوکر آئے ہوئے آئین ساز ممبران منتخب کرتے ہیں۔ اور وہ اُس ریاست کی نمائندگی کرتے ہیں۔ راج سبھا کے مختلف شعبۂ جات کے ماہرین اور تجربہ کار 12 افراد کو صدرِ مملکت منتخب کرتے ہیں۔ جب کہ راج سبھا مستقل (قائمی) ایوان ہے۔ اُس کے 1/3 ایک تہائی ممبر ہر دو سال میں سبکدوش ہوتے ہیں۔ اُتنے ہی ممبر دوبارہ منتخب ہوتے ہیں۔ اس طرح راج سبھا کا ممبر 6 سال تک عہدے پر فائز رہتا ہے۔ راج سبھا کے اختیارات مقدار میں کم ہیں۔ جب کہ لوک سبھا کے اختیارات مخصوص، اعلیٰ اور فیصلہ کن ہوتے ہیں۔

(7) آزاد، غیر جانبدار اور وحدانی عدالتی نظام : آئین میں کیے گئے اہتمام کے مطابق بھارت میں سلسلہ وار، آزاد، غیر جانبدار اور وحدانی عدالتی نظام قائم کیا گیا ہے۔ جس میں چوٹی پر سپریم کورٹ اُس کے بعد وسط میں یعنی ریاستی سطح پر ہائی کورٹ اور اُس سے چھوٹی ضلع عدالتیں اور ماتحتی عدالتوں کے علاوہ خصوصی عدالتیں ہوتی ہیں۔ سپریم کورٹ کے فیصلے بھارت میں واقع تمام عدالت کے لیے فوقیت رکھتے ہیں۔ سنگھ سرکار اور ریاستی سرکار کے درمیان آئین کے معاملات یا قوانین کی پیچیدگی کے سلسلے میں کوئی مسائل درپیش ہوں تب اُنہیں حل کرنے کا آخری اختیار سپریم کورٹ کو حاصل ہے۔ عدلیہ، انتظامیہ سے آزاد ہے۔ عدلیہ آئین کا محافظ ہے اور والی کے طور پر شہریوں کی حفاظت کرتا ہے۔

(8) آئین میں اصلاحات : بھارت کا آئین دیگر ملکوں کے آئین کی بہ نسبت تغیر پذیر ہے۔ وقتاً فوقتاً آئین میں تبدیلیاں کرنا ضروری ہوتا ہے۔ آئین میں تبدیلی کی دفعہ (قلم) کو تین حصوں میں تقسیم کیا گیا ہے:

(i) بعض اہتمام میں پارلیمان کے موجود اور ووٹ دینے والے ممبران کی سادہ اکثریت سے اصلاح کی جاسکتی ہے۔

(ii) بعض اہتمام میں پارلیمان کے دونوں ایوانوں کے کل ممبر کے تعداد کی اکثریت اور موجودگی نیز ووٹ دینے والے ممبران کی 2/3 (دو تہائی) واضح اکثریت سے تبدیلی کی جاسکتی ہے۔

(iii) آئین کے بعض حصّے میں اصلاح کرنے کے لیے پارلیمان کے دونوں ایوانوں کے کل ممبر کی تعداد اور اُن کی اکثریت نیز موجودگی اور ووٹ دینے والے ممبروں کی 2/3 (دو تہائی) اکثریت کے علاوہ نصف (آدھے) سے زیادہ سنگھ ریاستوں کے ودھان سبھا ایوان کی منظوری ضروری ہوتی ہے۔

مرکز اور ریاستوں کے اندرونی تعلقات یا عدالت عالیہ کے ضمیمے میں اصلاح کرنا ہو تب کل ریاستوں کے کم سے کم نصف ریاستوں کی منظوری سے کر سکتے ہیں۔ منصفانہ فیصلے کی بنا پر بھی پارلیمان کے ذریعے آئین میں اصلاح کی جاتی ہے۔ آئین کے بنیادی خاکہ میں تبدیلی نہیں کی جاسکتی۔ آئین کے زیادہ تر معاملات میں سادہ اکثریت سے اصلاح کی جاسکتی ہے۔ اس لیے آئین تغیر پذیر اور لچکدار مانا جاتا ہے بعض معاملات میں آئین میں اصلاح نہیں ہوسکتی۔ ریاستوں کی تصدیق کے بغیر اصلاح مشکل ہے۔ اُس کے باوجود دونوں کا باہمی امتزاج بھارت کے آئین کی اولین علامت ہے۔

(9) ملک گیر بالغ رائے دہندگی (ووٹ دینے کا حق) : اس معاملے میں ہم نے اس سے پہلے تفصیل سے بحث کی ہے، بھارت کے آئین میں 18 سال کی عمر کے تمام شہریوں کو کسی بھی قسم کے مذہب، ذات، تعلیم، تذکیر و تانیث (جنسی) آمدنی، قوم، ملکیت، جائے پیدائش جیسے کسی بھی طرح کے امتیاز کے بغیر آزادانہ طور سے تمام شہریوں کو یکساں رائے دہندگی کا حق صحیح معنوں میں ترقی پذیر اور حوصلہ مند اقدام ہے۔ رائے دہی (ووٹ دینا) کی وجہ سے جمہوریت میں ہر ایک شہری کو چناؤ کے دوران اپنے پسندیدہ اُمیدوار کو ووٹ دے کر پسند کرنے کا حق حاصل ہوتا ہے۔ چناؤ میں نوجوان رائے دہی بیداری کی وجہ سے رائے دہندگی کی بڑھتی ہوئی تعداد، اس طرح سیاسی شعبے میں نوجوانوں کا فعال رہنا جمہوریت کی پختگی اور کامیابی کی علامت ہے۔

(10) غیر فرقہ واریت : اس سلسلے میں ہم اس سے پہلے دیباچ میں مطالعہ کر چکے ہیں۔ بھارت کے آئین میں تمام مذاہب کی جانب یکساں نظریہ اور یکساں جذبۂ احترام کو تسلیم کیا گیا ہے۔ ریاست کے ذریعے کسی بھی مذہب کو ترغیب یا تعاون نہیں دیا جاسکتا۔ ریاست کا اپنا کوئی مذہب یا فرقہ نہیں ہوتا۔ ریاست غیر جانبدار ہے۔ بھارت کا آئین قومی اور مذہبی معاملے میں غیر متعصب ہے۔ کسی بھی شہری کی جانب وہ مذہب کی بنا پر امتیاز نہیں کرسکتا۔ مذہب کے پیروکاروں کو اپنے پسندیدہ مذہب کے مذہبی مقبولیت، عقائد اور اعتماد کے مطابق اُس مذہب کی پیروی کرنے اور تبلیغ و اشاعت کرنے کی آزادی آئین میں دی گئی ہے۔ جب کہ بھارت کے آئین میں مذہبی اقلیتوں کو کئی مخصوص حقوق اور سہولتیں دی گئی ہیں۔ شہریوں کے مساوی قوانین کے اہتمام سیاست کے راہنما اُصولوں میں شامل کر کے ملک کو 'غیر فرقہ وارانہ ملک' ہونے کا اعلان کرتے ہیں۔

(11) عدالتی تصدیق : عدلیہ کی تصدیق آئین کی مخصوص علامت ہے۔ سنگھ اور ریاستیں دونوں ہی اپنے شعبۂ کار کے دائرۂ عمل میں رہ کر کام یا نظام کریں، اس بات کا دھیان رکھنے کا اختیار عدالت کو دیا گیا ہے۔ پارلیمان کے اختیار کو نظر انداز کیے بغیر عدلیہ کی تصدیق کے متعلق اُصولوں کے درمیان ایک حسنِ امتزاج قائم کرنے کی کوشش آئین میں کی گئی ہے۔ (پارلیمان کے اختیارات) پارلیمان یا مجلس قانون ساز نے جو قوانین تشکیل کیے ہیں اور دائر کیے گئے احکامات، ضابطۂ قانون، عدالتی فیصلے اور آئینی اصلاحات کی تصدیق کرنے کا اختیار عدالت کو دیا گیا ہے۔ اگر عدالت کو اس بات کا یقین ہو جائے کہ تشکیل کردہ قوانین، اصلاحات یا ظاہر کیے گئے احکامات آئین کے بنیادی اہتمامات کے ساتھ مشابہ نہیں ہیں تب اُن کو عدالت غیر آئینی قرار دے کر مسترد ظاہر کرسکتی ہے۔

(12) بنیادی حقوق اور فرائض : بھارت کے لوگ ایک آزاد ملک کے شہری کے طور پر فخر آمیز زندگی کرسکیں، اس لیے آئین میں بنیادی حقوق دیے گئے ہیں۔ ہمہ گیر ترقی کے ساتھ ملک کی ترقی کے لیے ضروری آزادی کے یقین کے ساتھ حقوق اور فرائض جمہوری سماج کا بیش بہا سرمایہ ہے۔ آئینی علاج کا حق 6 سے 14 سال کی عمر کے بچوں کے لیے مفت اور لازمی تعلیم کا حق بھی آئین میں شامل کیا گیا ہے۔

(13) سیاست کے رہنما اُصول : لوگوں کا تحفظ، امن وسلامتی کے ساتھ فلاح و بہبودی قائم کرنے کی کوشش ملک کو کرنا ہے۔ ریاستوں کو پالسی بنانے اور سیاسی حکومت قائم کرنے میں سیاست کے راہنما اُصول رہنمائی کرتے ہیں، جس کی وجہ سے وہ اُصول 'راہنما اُصول' کہلاتے ہیں۔

(14) پسماندہ طبقے اور آدیباسیوں کے لیے اہتمام : بھارت کے آئین میں سماج کے پسماندہ طبقے یا پسماندہ ذات یا محروم فرقوں کی ترقی اور اُن سب کو عوامی دھڑوں میں شامل کرنے کے لیے اُن تمام لوگوں کو مضبوط کرنا یا تیار کرنے کا اہتمام کیا گیا ہے۔ ان پسماندہ طبقے کے لوگوں کو خود کفیل کرنے کے لیے آئین میں خاص اہتمام کیا گیا ہے۔ مجلس قانون ساز (ریاست کی ودھان سبھا) میں، مقامی سوراج کے چناؤ میں سیاسی نمائندگی کرسکیں، اس کے لیے سیاسی امانت نشستیں رکھی گئی ہیں۔ سرکاری ملازمت میں اور تعلیمی اداروں میں داخلہ کے لیے 'امانٹ کوا ٹا' کی نشستیں اُن سب کی آبادی کی مقدار میں تقسیم کرکے یکساں مواقع دیے ہیں۔ پسماندہ ذات کے بچوں کو تعلیم کے لیے طلبہ کی حوصلہ افزائی کے طور پر 'شیشیہ وُرتی' (وظیفے)، سہولتیں، فیس معافی کی سہولتوں کا فائدہ، 'مثبت امتیاز' یا 'حفاظتی امتیاز' کی پالسی کی سہولت یا اہتمام کیا گیا ہے۔

مشق

1. ذیل کے سوالات کے جوابات مختصر طور پر دیجیے :

(1) بھارت کی تمہید میں کن ادرشوں کا بیان کیا گیا ہے؟

(2) بالغ رائے دہی کسے کہتے ہیں؟

(3) بھارت کا آئین 'وفاقی' ہے، بحث کیجیے۔

(4) پارلیمانی سرکار کی خصوصیات بتایئے۔

(5) وحدانی عدالتی نظام سے کیا مراد ہے؟

(6) آئین میں اصلاحات کے اہتمام کی وضاحت کیجیے۔

(7) سماجی اور اقتصادی مساوات کے بغیر سیاسی مساوات نامکمل ہے۔

2. ذیل کے جملوں کی وجوہات سمجھایئے :

(1) دیباچہ (تمہید) بھارت آئین کا عرق ہے۔

(2) دیباچہ آئین بنانے والوں کے فکری نظریے کو سمجھنے کی چابی ہے۔

(3) دیباچہ 'قطب نما' کا کام انجام دیتا ہے۔

(4) بھارت کے آئین میں وفاقی اور وحدانی دونوں کا امتزاج ہے۔

(5) بھارت جمہوری نظامِ حکومت کا حامل ملک ہے۔

(6) بھارت غیر فرقہ وارانہ ملک ہے۔

(7) بھارت ایک سالم (اکھنڈ) اور غیر منقسم سنگھ ریاست ہے۔

(8) بھارت کا آئین دنیا کا طویل ترین، ترتیب وار اور مفصل تحریری دستاویز ہے۔

3. ذیل کی اصطلاحات سمجھایئے :

(1) دوہری شہریت (2) پارلیمانی طریقہ (3) جواب دہ حکومت (4) سنگھ کی فہرست

(5) ریاست کی فہرست (6) مشترکہ فہرست (7) باقی اختیارات (8) سوشلزم

(9) جمہوریت (10) عدالتی تصدیق

.4 ذیل میں دیے گئے متبادلات سے مناسب متبادل پسند کیجیے :

(1) آئین کی تشکیل کا کام کب مکمل ہوا ؟

(الف) عیسوی سن 1948 (ب) عیسوی سن 1949 (ج) عیسوی سن 1950 (د) عیسوی سن 1947

(2) مرکز (سنگھ) کی فہرست میں کتنے موضوعات شامل ہیں ؟

(الف) 66 (ب) 47 (ج) 97 (د) 87

(3) بھارت کے آئین ساز کمیٹی کے صدر کون تھے ؟

(الف) کنہیا لال منشی (ب) راجیندر پرساد (ج) شیام پرساد (د) سردار پٹیل

(4) بھارت کے آئین پر کب عمل درآمد ہوا ؟

(الف) 26 نومبر 1949 (ب) 26 جنوری 1950 (ج) 15 اگست 1947 (د) 9 دسمبر 1946

(5) آئین ساز کمیٹی میں کل کتنے ممبران تھے ؟

(الف) 389 (ب) 545 (ج) 250 (د) 166

.5 آئین کی مخصوص خصوصیات میں دو ایوانی پارلیمانی طریقہ، وفاقی اور وحدانی نظام، وحدانی اور آزاد عدلیہ، آئین میں اصلاحات، عدالتی تصدیق پر ترتیب وار لکھیے۔

سرگرمی

- اِنحصار طریقے سے سبق سمجھانے کے لیے بھارتی آئین کی نقل کا براہِ راست مظاہرہ کروایئے۔ (مشہور کتب خانے سے نقل حاصل کرنا)
- امریکہ، بھارت، برطانیہ کا موازنہ کرتا ہوا قلمی رسالہ تیار کروائیں۔
- بھارت کی پارلیمان کے ذریعے ہونے والے اب تک کے آئینی اصلاحات پر پروجیکٹ تیار کروائیں۔
- آئین اور ہمارے بنیادی حقوق اور فرائض پر عالم و فاضل والی یا مشہور و معروف قانون داں یا قانون کے کالج (Law College) کے اساتذہ حضرات کے مقولہ پر تقریر منعقد کیجیے۔
- آئین بنانے والوں کا بورڈ پر باتصاویر قلمی نامہ تیار کروائیں۔
- اسکول کی سطح پر جماعت کے نمائندوں، جنرل سیکریٹری کا چناؤ لوک سبھا کی طرز پر منعقد کرنا، رائے شماری کی تربیت دینا۔

9 بنیادی حقوق، فرائض اور سیاست کے راہنما اُصول

تمہید

بھارت کے آئین کا دیباچہ، اُس کے اہم بنیادی ستون نیز مخصوص خصوصیات کا مطالعہ آپ نے اس سے قبل کے سبق میں کیا ہے۔اس سبق میں آئین کی اہم خصوصیات جیسے کہ بنیادی حقوق، بنیادی فرائض اور سیاست کے راہنما اُصول کے بارے میں تفصیل سے معلومات حاصل کریں گے۔

انسانی حقوق(Human Rights)

صرف انسان کے وجود اور اُس کی شخصیت کی ہمہ گیر ترقی کے لیے مفید ثابت ہونے والے سماجی حالات کی تعمیر بے حد ضروری ہے۔ جسے عام طور پر انسان کے حقوق کہا جاتا ہے۔ ہر جمہوری ملک میں اس کے شہریوں کو کچھ بنیادی حقوق دیے گئے ہیں۔ تمام شہری ان حقوق کو کسی بھی قسم کے امتیاز کے بغیر استعمال کر سکتے ہیں۔ ان حقوق کے تحفظ کا یقین بھی دلایا گیا ہے۔ یہ حقوق آدمی کے مرکزی یا بنیادی حقوق ہیں۔ پیدائش سے ہی آدمی کو جو حقوق حاصل ہوتے ہیں، ان کو انسانی حقوق کہتے ہیں۔اس طرح آدمی بنی نوع انسان کے طور پر پیدائش کے ساتھ ہی بنیادی حقوق کا حقدار ہوجاتا ہے جو دراصل انسانی حقوق کہلاتے ہیں۔

اقوامِ متحدہ کی جنرل اسمبلی (مہاسبھا)(UN) نے 10 دسمبر 1948 کے روز انسانی حقوق کا اعلان کیا۔اس لیے 10 دسمبر کو 'انسانی حقوق' کا دن کے طور پر ہم مناتے ہیں۔ انسانی حقوق کو عالمی اعلان نامے کی شہرت ومقبولیت ملنے کے بعد انسانی حقوق کے ساتھ ہی کئی بے حد اہم حقوق کو ہمارے یہاں تسلیم کیا گیا اور اُس کے تحفظ کا یقین دلایا گیا۔ اور آئین ساز کمیٹی نے اِن حقوق کو آئین میں فخر کا مقام دیا ہے۔اس طرح جن انسانی حقوق کو قانون کی پشت پناہی حاصل ہوئی ہے اور اُن کو آئین میں شامل کیا گیا ہے اُنھیں بنیادی حقوق کہا جاتا ہے۔

یہ انسانی حقوق انسان کا انسانی طور پر وقار برقرار رکھنے کے مقصد کے تحت اعلان کیے گئے ہیں۔ انسان کا وجود برقرار رکھنے کے لیے اُس کی کم سے کم ضرورتیں (روٹی، کپڑا، مکان، تعلیم اور صحت) اُسے برقرار اور اعزازی طور پر حاصل ہوسکے۔ اس کے علاوہ وہ ہمہ گیر ترقی حاصل کر سکے، ویسی سیاسی اور سماجی فضا دستیاب ہو، اس کے لیے ملک نے تسلیم کرکے اُس کے تحفظ کا حوالہ دیا گیا ہے۔ ایسے بنیادی انسانی حقوق جمہوری نظامِ حکومت کی اصل (بنیادی) پہچان ہے۔

بنیادی حقوق(Fundamental Rights)

ملک کا استحکام، انسانی آزادی کے تحفظ کے لیے نیز خود مختار شاہی کے خلاف تحفظ حاصل کرنے کے لیے بنیادی حقوق ضروری ہیں، وہ ذیل کے مطابق ہیں:

(1) مساوات کا حق (2) آزادی کا حق (3) استحصال کے خلاف حق (4) مذہبی آزادی کا حق (5) تہذیبی اور تعلیمی حقوق (6) آئینی علاج کا حق۔

(1) مساوات کا حق : 'قانون کے پیشِ نظر مساوات' اور' قانون کا یکساں تحفظ' اِن دو خیالات کا شمار کیا گیا ہے۔قانون کے پیشِ نظر مساوات یعنی قانون کی نظر میں سبھی یکساں ہیں، یعنی کوئی بھی شخص یا طبقے کی حمایت میں مخصوص حقوق کی کمی، یکساں صورت حال میں مبتلا لوگوں پر یکساں قانون عائد ہوگا۔ اس حق کے مطابق لوگوں کے درمیان ذات، جنس (تذکیر وتانیث)، جائے پیدائش، آمدنی یا تعلیم کی جانب امتیاز نہیں رکھا جائے گا۔ اُن کے ساتھ قانون رویہ یکساں رہے گا۔ وزیر اعظم سے لے کر چپراسی تک کے معیار والے فرد نے بذات خود قانون کے خلاف بدفعلی کی ہو تو وہ بھی عام شہری کی طرح ہی یکساں معیار پر ذمہ دار ہوگا اور عام عدالت کے فیصلے کے پابند رہے گا۔ حالانکہ صدرِمملکت یا گورنر (راجیہ پال) وغیرہ کو بعض مخصوص حقوق بھی دیے گئے ہیں۔

قوانین کی جانب سے یکساں تحفظ کا مطلب یہ ہوتا ہے کہ یکساں مواقع پر قانونی رویہ ایک جیسا ہی ہونا چاہیے۔کسی فرد یا طبقے کو الگ کرکے اُن کے ساتھ ہونے والے امتیاز کو ظاہر کرنے والا قانون ایک بہترین ریاست کی تشکیل نہیں کرسکتا۔ سبھی قانون تمام لوگوں کے لیے یکساں طور پر عائد ہونا چاہیے۔ کسی بھی شہری کو دکانیں، ناشتہ گھروں، ہوٹلوں، عوامی سیر وتفریح کے مقامات پر جانے اور اُن کا استعمال کرنے، عوامی راستے، تالاب یا کنویں کا استعمال کرنے کے لیے سبھی کو یکساں مواقع فراہم کیے گئے ہیں۔ عورتوں اور بچوں کے لیے خصوصی قانونی اہتمام کیا گیا ہے کہ جنسی طور پر یعنی تذکیر وتانیث کے امتیاز نہیں برتے جائیں گے۔ اسی طرح سماج کی درج فہرست ذات، انوسوچت جن ذات نیز سماجی اور تعلیمی لحاظ سے پسماندہ طبقوں کی ترقی کے لیے ریاست کو خاص اہتمام کرنے سے نہیں روکے گا۔ سرکاری

ملازمتوں میں یا اعلیٰ تعلیم حاصل کرنے کی نام زدگی (داخلہ) کے لیے امانت نشستوں کا الگ اہتمام، مساوات کے حق کی خلاف ورزی نہیں مانی جائے گی۔ ریاستوں کی عوامی ملازمتوں میں تقرر سے متعلق معاملات میں تمام شہریوں کے لیے یکساں مواقع ہوں گے۔ قابلیت کی بنا پر ملازمت دینے کی اجازت ریاست کو دی گئی ہے۔ سماجی انصاف اور انسانی فخر کے یقین کی صورت میں ذات پات کو مٹا کر ذات پات کا کسی بھی صورت میں عمل کرنے پر پابندی عائد کی گئی ہے اور قابلِ سزا گناہ مانا گیا ہے۔

سماج میں مصنوعی طور پر پیدا ہونے والی تفریق (امتیاز) والے خطاب اور القابات دور کیے گئے ہیں۔ جیسے کہ نام کے آگے سر، دیوان جی، راؤ بہادر، وغیرہ خصوصی صفات والے نام جوڑے جاتے تھے وہ دور کیے گئے ہیں۔ آزادی کے بعد مختلف علاقوں میں لوگوں نے اہم کارگزاریاں کیں اس لیے اُن کے مخصوص عطیات اور کامیابیوں کی وجہ سے اُن لوگوں کی حوصلہ افزائی کی خاطر حکومت کے ذریعے مخصوص ایوارڈ دیے جاتے ہیں۔ مثلاً بھارت رتن، پدم بھوشن، پدم وبھوشن، پدم شری، فوجی خدمات کے اہم عطیات کے طور پر 'پرم ویر چکر' ایوارڈ دیا جاتا ہے۔ فوجی خدمات میں نام کے آگے جنرل، میجر، چیف مارشل، فیلڈ مارشل جیسی صفات جوڑی جاتی ہیں۔ جو مساوات کے حق کی خلاف ورزی نہیں مانی جاتی۔ اس طرح، اس حق کی بدولت ملک میں مساوات کے حامل سماج کی بنیاد ڈالنا اہم مقصد ہے۔

مختلف قسم کی جماعتوں یا طبقوں کے لیے اُن کی الگ مخصوص خدمات کے بطور مختلف قسم کا قانونی اہتمام ہوسکتا ہے۔ مثلاً وکیلوں، ڈاکٹروں، مدرسوں، بیمہ کمپنیوں، عورتوں، نوجوانوں کے مختلف قوانین میں یکساں کام کے لیے یکساں تنخواہ کا اُصول بھی اس مضمون کا حصہ ہے۔

(2) آزادی کا حق: آئین کے ذریعے بھارتی شہریوں کو چھ قسم کی آزادی دی گئی ہے۔ جو ذیل کے مطابق ہیں: (i) زبان اور اظہار بیان کی آزادی (ii) امن کے ساتھ بغیر ہتھیار کے جمع ہونے کی آزادی (iii) ادارے اور انجمنیں قائم کرنے کی آزادی (iv) بھارت کے کسی بھی حصّے میں آزادانہ طور پر سیر وتفریح کرنے کی آزادی (v) بھارت کے کسی بھی حصّے میں رہنے اور قیام پذیر ہونے کی آزادی (vi) کسی بھی قسم کا پیشہ اور تجارت کرنے اور روزی حاصل کرنے کی آزادی۔

بھارتی شہریوں کی شخصیت کی ہمہ گیر ترقی اور اظہار خیال کرنے کی آزادی، ظاہری جمہوری نظام کے لیے اور انسان اپنے جمہوری حقوق استعمال کر کے ایک شہری کے طور پر تندرست اور صاف ستھری صحت مند زندگی جی سکے اس کے لیے اس آزادی کے حق کی ایک خاص اہمیت ہے۔ کوئی بھی شخص اِن تمام آزادیوں کا وحشیانہ طور پر بے فام بدکرداری کے ذریعے بذات خود استعمال نہیں کرسکتا۔ ریاست سماج کے مفادات کے لیے اور عوامی صلح اور امن وسلامتی کے لیے اِن آزادیوں پر قابو بھی رکھ سکتی ہے اور اِن کی حدود بھی طے کرسکتی ہے۔ اس بات کو آئین میں واضح کر دیا گیا ہے اور اس بات کا اعلان بھی کیا گیا ہے کہ کس آزادی کو کن حدود میں رہ کر استعمال کرنا ہے۔

بھارت شہری کو اپنے خیالات کا اظہار باتوں اور کردار کے ذریعے ادا کرنے کی آزادی دی گئی ہے۔ ہر شہری اِن خیالات کو تحریری یا زبانی یا جسمانی کردار ادا کر کے واضح کرسکتا ہے۔ لیکن اُس کے مطابق کسی بھی شہری کو بے اندازہ یا بے قابو ہوکر اپنا رویہ اختیار کرنے کی اجازت نہیں دی گئی ہے۔ آئین نے بعض آزادیوں کے لیے قابو یا حدود ناگزیر طور پر قائم کیا ہے۔ یعنی شہری یہ آزادیاں کچھ حدود میں رہ کر استعمال کرسکتا ہے۔ کیوں کہ ہم سب ایک ہی سماج میں رہتے ہیں اور آئین میں مساواتی سماج قائم کرنے کا ذکر کیا گیا ہے۔ یہ حدود مناسب اور بامقصد ہیں، جیسے کہ ملک کی سرزمین، ملک کا اتحاد، اٹوٹ پن، امن وسلامتی، بیرونی ملکوں کے ساتھ دوستانہ تعلقات، عوامی انتظام یعنی عوام کے لیے امن وسلامتی وصلح، پالیسی، تہذیب کے مفاد، عدالت کی توہین، توہین کے خلاف مقصد، نیک نیتی اور ایمانداری، تشدد کے لیے اُکسانے کے معاملات کو مدّ نظر رکھتے ہوئے آئین نے آزادی پر مناسب حدیں مقرر کی ہیں۔ یہ تمام حدیں مناسب یا موزوں ہیں یا نہیں، یہ طے کرنا عدلیہ کا کام ہے۔ اخباری آزادی میں خیالات وتاثرات کے لیے مفادِ عامّہ کو آگے بڑھانا، اہم مقصد کے تحت ہے لیکن آئین میں علیحدہ طور سے اس آزادی کو درج نہیں کیا گیا ہے۔

فی الحال 2009 میں آئین کی اصلاح کے مطابق 6 سے 14 سال کی عمر کے تمام بچوں کو مفت اور لازمی بنیادی تعلیم حاصل کرنے کا بنیادی حق حاصل ہے۔ گنہگار فرد کے کردار سے گناہ ثابت نہ ہوتا ہو تو اُسے سزا نہیں دی جاسکتی نیز سزا کے مقررہ اہتمام سے زیادہ سزا یا ایک ہی گناہ کے لیے ایک سے زیادہ یا بار بار سزا نہیں ہوسکتی۔ قانون میں کیے گئے اہتمام کے مطابق کسی بھی فرد کو اُس کی زندگی اور نجی آزادی سے محروم نہیں کیا جاسکتا۔ گرفتار کیے گئے فرد کو اُس کی گرفتاری کی وجوہات بتائے بنا کسٹڈی میں نہیں رکھا جاسکتا۔ اُسے پورا حق ہے کہ وہ اپنے من پسند قانون داں (وکیل) کا صلاح ومشورہ حاصل کرے یا اُسے اپنے منتخب شدہ قانون داں کے صلاح ومشورے سے اپنا بچاؤ کرنے کی آزادی سے کوئی انکار نہیں کرسکتا۔ نیز گرفتاری کی کاروائی کے 24 گھنٹے میں سب سے قریبی مجیسٹریٹ کے پیش نظر کیا

جاسکتا ہے۔ مجسٹریٹ کی اجازت کے بغیر کسی بھی فرد کو کسٹڈی میں نہیں رکھا جاسکتا۔ یعنی قانون میں متعین کردہ کاروائی کے بغیر کسی بھی شخص کی آزادی یا اس کی زندگی چھینی نہیں جاسکتی۔ گرفتار یا قید کی وجہ بتائے بغیر کسی بھی شخص کو گرفتار نہیں کیا جاسکتا۔

ممانعت گرفتاری کے قانون کے تحت کسی شخص کو گرفتار کیا گیا ہو اُس شخص کے لیے مذکورۂ بالا معاملات عائد نہیں ہوں گے۔

ممنوع گرفتاری : ریاست کو اگر کسی شخص کی جانب سے کسی قسم کی بدفعلی یا بدعملی ہونے کا شک وشبہ ہو تب محتاط اقدام کے بطور ممنوع گرفتاری قانون کے تحت اس شخص کو گرفتار کیا جاسکتا ہے۔ اس قانون کا مقصد گرفتار ہونے والے شخص کو اُس کے گناہ یا بدعملی کے عوض اُسے سزا دینا نہیں ہے۔ بلکہ ریاست، سماج یا کوئی فرد کے خلاف گنہگار فعل کرنے سے روکنا ہے۔ اس قانون کے تحت گرفتار کرنے والے کو تین ماہ سے زیادہ عرصے کے لیے روکے رکھنے کا اختیار نہیں ملتا۔ اس قسم کی گرفتاری ایک متعین وقت میں ہی کی جاسکتی ہے۔ اس کے بعد اس قسم کے معاملات ہائی کورٹ کے ججوں یا صلاح کار انجمن کے تاثرات کی بنا پر گرفتاری کا وارنٹ رد کیا جاسکتا ہے۔ گرفتاری وارنٹ کتنے عرصے تک جاری رکھا جاسکتا ہے یہ فیصلہ ریاستی حکومت کرسکتی ہے۔

(3) استحصال کے خلاف حق : کسی بھی فرد کا کسی دوسرے فرد کے ذریعے کسی بھی طرح کا استحصال نہ ہو۔ ایسے غیر استحصالی سماج کی تشکیل کرنا آئین کا مقصد ہے۔ جو اس حق کے ذریعہ ثابت ہوا ہے۔ جب ہم فرد کو آدمی کے طور پر تسلیم کرتے ہیں تب اُسے غلام یا قیدی بنا کر نہیں رکھ سکتے۔ یعنی فرد کو غلام بنانے کی تجارت، قیدی بنا کر رکھنا، بیگاری کروانا، اِن تمام معاملات پر پابندی عائد کی گئی ہے۔ ان کی خلاف ورزی کرنا قابل سزا گناہ مانا جاتا ہے۔

چودہ سال سے کم عمر کے کسی بھی بچے سے کسی کارخانے، کانیں یا خطرناک جگہوں پر، تعمیری کام میں، گیریج، ہوٹل یا ٹھیلوں یا گھر کے نوکر کے طور پر کسی بھی طرح کا کام نہیں کروایا جاسکتا۔ بال مزدوری کو ختم کرنے کے قانون کے تحت یہ قابلِ سزا گناہ قرار دیا گیا ہے۔

البتہ ریاست کو عوامی مقاصد کے لیے، فوجی خدمات یا قومی فرائض، سماجی خدمات کے کسی شعبے میں مذہب، ذات، جنس، ضمنی ذاتیں یا طبقات کے امتیاز کے بغیر لازمی طور پر فرد سے خدمات حاصل کرنے کا حق حاصل ہے۔ یہ خدمت تنخواہ یا تنخواہ کے بغیر بھی ہوسکتی ہے۔

(4) مذہبی آزادی کا حق : بھارت کے تمام شہریوں کو ان کے پسندیدہ مذہب کی پیروی کرنے کا حق اور اُس کی اشاعت و پرچار کرنے کی یکساں طور سے آزادی کا حق آئین میں تشکیل کیا گیا ہے۔ لیکن یہ آزادی عوامی نظام، پالسی بنانا اور صحت کے لیے مضر نہ بنے اُس طریقے سے مناسب قابو رکھتے ہوئے کاربند رہ کر مذہبی آزادی کے حق کا استعمال کرنا ہے۔ مذہبی سرگرمیاں، دعا یا عبادت کرنے کی آزادی کا شمار ہوتا ہے۔

بھارت میں ریاست کا اپنا کوئی مذہب نہیں ہے یا بھارت کی ریاست کسی بھی مذہب یا فرقے کے اُصولوں یا عقائد کی بنا پر کام نہیں کرتی۔ ریاست کسی بھی فرقے کے مذہبی معاملات میں اور مذہبی عقائد میں مداخلت نہیں کرسکتی۔ مذہبی اور سخاوتی مقاصد کے لیے ادارے قائم کرنا، اُن کے نظام چلانے کی آزادی بھی مذہبی جماعتوں کو دی گئی ہے۔ کوئی بھی ریاست عوامی محصول کے ذریعے جمع کیے گئے عوامی فنڈ کا استعمال کسی خاص مذہب یا فرقے کے مفاد یا ترقی کے لیے اُس فنڈ سے جمع کیے گئے سرمائے کا استعمال نہیں کرے گی۔ سرکاری گرانٹ سے حکومت کے ذریعے چلائے جانے والا کوئی بھی ادارہ مذہبی تعلیم نہیں دے سکتا یا مذہبی تعلیم میں حصہ لینے کے لیے یا مذہبی عبادت میں لازمی طور سے حاضر نہیں رہ سکے گا۔

(5) تہذیبی اور تعلیمی حق : بھارت میں مختلف مذاہب کے ماننے والے، مختلف زبانیں بولنے والے اور مختلف تہذیبوں کے لوگ رہتے ہیں۔ بھارت کے علاقوں میں رہنے والے لوگوں کو اپنی ازقبل زبان، رسم الخط، تہذیب کی پہچان اور اُس کی بنیاد پر قائم کردہ طبقاتی جماعتوں کو برقرار رکھنے کا حق حاصل ہے۔ کسی بھی تعلیمی ادارے میں کہ جو حکومت کے زیرِ نگراں یا گرانٹ کے ذریعے جاری ہوں اُن میں مذہب، ذات، ضمنی ذات، زبان یا ایسے کسی بھی سبب کی وجہ سے کسی شہری کو داخلہ دینے سے انکار نہیں کیا جاسکتا۔

کوئی بھی اُمیدوار چناؤ کے وقت مذہب یا ذات یا زبان کے بنا پر لوگوں سے ووٹ لینے کی اپیل کرے تو وہ عوامی نمائندگی قانون کی دفعہ 123(3) کے تحت خلاف ورزی مانی جائے گی۔ کوئی بھی ریاست کوئی قانون نافذ کرکے شہریوں کو اُن کے کسی حصے کے لیے کسی تہذیب یا زبان کی بنیاد پر تمام اقلیتوں کو اُن کے پسندیدہ تعلیمی ادارے قائم کرنے اور اُن کا نظام کرنے کا حق دے گی۔ ریاست بھی مذہب یا زبان پر قائم ہونے والے اقلیتی اداروں کو ریاست کے فنڈ سے دی جانے والی

تعلیمی امداد میں امتیاز نہیں کرے گی۔ ایسی اقلیتی اداروں کی ملکیت کا لازمی طور سے اپنی مالکی کے زیر تحت لے تب ریاست ضروری معاوضہ دے کر ہی اُس کی مالک بن سکتی ہے۔ اس طرح، تعلیمی اداروں کے سلسلے میں اہم ترین اہتمام آئین میں کیا گیا ہے۔

(6) آئینی علاج کا حق : چاہے کتنے ہی قوانین بنائے جائیں، بنیادی حقوق کا اہتمام کیا جائے، لیکن اُن پر اگر مناسب طریقے سے عمل نہ کیا جائے تو اس طرح کی آزادی کے حقوق کا کوئی مطلب نہیں نکلتا۔ اس لیے ان حقوق پر مناسب طور سے عمل درآمد ہو، اُس کے لیے آئین میں اہتمام کیا گیا ہے۔ اس کے مطابق بنیادی حقوق کی خلاف ورزی ہونے پر براہِ راست ہی سپریم کورٹ یا ہائی کورٹ میں جا کر اُس کا دروازہ کھٹکھٹانے کا حق بھی بنیادی حق کے طور پر تسلیم کیا گیا ہے۔ سپریم کورٹ بنیادی حقوق کے تحفظ میں اہم رول ادا کرتی ہے۔ اس سلسلے میں عدالت ضرورت کے مطابق مناسب احکامات، ہدایات یا اجازت نامہ، حکم نامہ جاری کر سکتی ہے۔ اس بات کے لیے کوئی اعتراض نہیں کیا جاسکتا۔ بنیادی حقوق کی خلاف ورزی اگر کسی ریاست نے کی ہو تو اس کا مناسب حل تلاش کرنا سپریم کورٹ کے لیے ضروری ہوتا ہے۔

ڈاکٹر بابا صاحب امبیڈکر نے اِن حقوق کو 'آئین کی روح' سے تعبیر کیا ہے۔ پارلیمان قانون کے ذریعے ان احکامات کو جاری کرنے کا اختیار کسی بھی عدالت کو سونپ سکتی ہے۔ اگر کسی ریاست نے ایسا قانون بنایا ہو جو بنیادی حقوق کی خلاف ورزی کرتا ہو یا اُس کے ساتھ تال میل نہ ہو تب اُس ریاست کی ودھان سبھا کو سپریم کورٹ روک سکتی ہے۔ اس طرح یہ حق کسی بھی شہری کے بنیادی حقوق کی خلاف ورزی کے لیے عدالتوں میں جانے اور اُس کا تحفظ حاصل کرنے کا حق مانا جاتا ہے۔

اس طرح، آئین میں دیے گئے بنیادی حقوق بھارت کے شہریوں کے لیے دستیاب کروائے گئے ہیں۔ یہ حقوق حکومتوں (مرکز اور ریاست) کے پیش نظر شہریوں کو دیے گئے ہیں۔ بنیادی حقوق پر وقت تمام شہریوں کے لیے دستیاب ہیں لیکن ہنگامی حالات کے مواقع پر بعض بنیادی حقوق روکے جاسکتے ہیں۔ کسی بھی شہری کے بنیادی حقوق چھین لیے جانے کا قانون ریاستیں تشکیل نہیں دے سکتیں۔

بنیادی فرائض

قدیم زمانے سے ہی بھارت کے لوگ حقوق کی بہ نسبت فرائض کی جانب زیادہ ہوش مند تھے۔ جس طرح شہریوں کو بعض بنیادی حقوق دیے گئے ہیں اسی طرح آئین میں شہریوں کے بعض بنیادی فرائض کا شمار 1976 میں آئین میں اصلاح کر کے کیا گیا ہے۔ ان فرائض کا شمار بنیادی فرائض کے ذریعے اتحاد، حب الوطنی، ملکی جذبہ، کچھ اعلیٰ اقدار کے بارے میں شہریوں کو بیدار کرنا اور ملک کو خوشحال بنانے کے لیے شہریوں کو مستعد کرنا۔ ہر شہری کا فرض ہے کہ ملک کی آزادی اور سالمیت کے تحفظ کے لیے وہ اپنا اہم کردار ادا کرے۔ جس سے سماج میں امن وسلامتی، رحم دلی، ہمدردی اور قومی اخلاص کا جذبہ برقرار رکھنا، تمام شہریوں کا لازمی فریضہ ہے، اسے یاد کرانا ہے۔ درسی کتاب کے پہلے صفحے پر یہ بنیادی فرائض بتائے گئے ہیں۔

یہ بنیادی فرائض ذیل کے مطابق ہیں :

(1) آئین پر کاربند رہے اور اس کے نصب العین اور اداروں، قومی ترانے، قومی پرچم کا احترام کرے۔

(2) ان اعلیٰ نصب العین کو عزیز رکھے اور ان کی تقلید کرے جو آزادی کی تحریک میں قوم کی رہنمائی کرتے رہے۔

(3) بھارت کے اقتدارِ اعلیٰ، اتحاد اور سالمیت کو مستحکم بنیادوں پر استوار کر کے ان کا تحفظ کرے۔

(4) ملک کی حفاظت کرے اور جب ضرورت پڑے تب جوش وخروش کے ساتھ قوم کی خدمات انجام دے۔

(5) بھارت کی عوام الناس کے مابین بھائی چارے کے جذبے کو فروغ دینا، لوگوں کے درمیان یک جہتی قائم کرنا اور ایسی حرکات سے باز رہنا جن سے خواتین کے وقار کو ٹھیس پہنچتی ہو۔

(6) ملک کے خوشحال اور ملی جلی ثقافت کی قدر کرے اور اُسے برقرار رکھے۔

(7) قدرتی ماحول کو جس میں جنگلات، جھیلیں، دریا اور جنگلی جاندار شامل ہیں، اُنہیں محفوظ رکھے اور بہتر بنائے اور جانوروں کے تئیں محبت وشفقت کا جذبہ رکھے۔

(8) دانشورانہ رویّے سے کام لے کر انسان دوستی اور تحقیقاتی واصلاحی شعور کو فروغ دے۔

(9) عوامی وقومی جائداد (ملکیت) کا تحفظ کرے اور تشدد سے گریز کرے۔

(10) تمام انفرادی اور اجتماعی شعبوں کی بہتر کارکردگی کے لیے کوشاں رہے تاکہ قوم متواتر ترقی وکامیابی کی منازل طے کرنے میں سرگرم عمل رہے۔

(11) مفت، لازمی اور مکمل طور پر اپنے بچّے کو تعلیم دینا یہ اُس کے والدین کا فرض ہوگا۔

بھارت میں 6 جنوری کو 'یومِ بنیادی فرائضٗ کے طور پر منایا جاتا ہے۔

ان تمام فرائض میں سے بعض فرائض کو قانونی پشت پناہی حاصل ہے۔ اس پر عمل نہ کرنے والے کو سزا دی جاتی ہے۔ مدرّسین کو یہ کوشش کرنی چاہیے کہ شہری اِن فرائض کو ادا کریں، اس کے لیے اُن میں ہوش مندی اور بیداری پیدا ہو۔ سماج میں پھیلنے والی کئی سماجی برائیاں یا خرابیاں جیسے کہ ذات پات، بیکاری، بال مزدوری، عورتوں کا استحصال، جنسی اذیت، جہیز کی رسم، حاملہ کا قتل، خراب رسم ورواج، اندھے عقائد، وہم پرستی کو دور کرنے بلکہ ختم کرنے کی ہر ممکن کوشش کرنا ایک شہری ہونے کے ناطے ہماری ذمہ داری ہے۔ حساس اور بیدار شہری کے طور پر ہمیں کیا کرنا چاہیے، اُس کا صحیح اور سیدھا راستہ ہمیں یہ فرائض دکھاتے ہیں۔ اگر مستقبل کا شہری بننا ہو تو بچوں اور نوجوانوں میں اِن فرائض کا وسیع پیمانے پر اشاعت و پرچار کرنا ہوگا۔ اُن کی اہمیت اور استعمال کی مسلسل اور جوش وخروش کے ساتھ تعلیم وتربیت دی جائے تو مستقبل کے شہریوں میں سماجی اور قومی جذبہ وذمہ داری، عالمی بھائی چارے کا جذبہ، منصفانہ اور غیر استحصال پسند سماج کی تشکیل میں اعلیٰ نصب العین مفید ثابت ہوسکتے ہیں۔

سیاست کے راہنما اُصول

سیاست کے راہنما اُصولوں کو آئین کے چوتھے حصّے میں شامل کیا گیا ہے۔ ان راہنما اُصولوں کا مقصد موجودہ اور مستقبل کے مرکزی اور ریاستی سرکاروں کو مختلف اخلاقی موضوعاتی شعبوں میں کس کس طرح کی پالسیاں بنانا ؟ اس کے متعلق رہنمائی کرتا ہے۔ یہ اُصول راہنما ہیں۔ ان پر عمل درآمد کرنے کے لیے ریاستی سرکار کاربند نہیں ہے۔ لیکن اِن اُصولوں کو مدِ نظر رکھتے ہوئے پالسی بنانا اور اُس پر عمل درآمد کرنا، ریاست کا اخلاقی فریضہ ہے۔

ان اُصولوں کا سب سے اہم مقصد سبھی کو سیاسی، سماجی اور اقتصادی انصاف حاصل ہو، ایسا سماج قائم کرنا اور ریاست کے مقاصد اور نصب العین کی تکمیل کے لیے ریاستوں کو پالسی بنانے میں رہنمائی کرنا ہے۔ عدلیہ کے ذریعے ان اُصولوں پر عمل درآمد کرنے کا اہتمام نہیں کیا گیا ہے۔ ان بنیادی اُصولوں سے ہمیں کسی بھی طرح کے قانونی حقوق حاصل نہیں ہوتے یا اُس سے کوئی قانونی پشت پناہی حاصل نہیں ہوتی، یا قانونی حل حاصل نہیں ہوتا۔ اُس کے باوجود ریاست کے قوانین کی تشکیل کے دوران اور اُس کے نظام کے دوران وہ بنیادی حیثیت کے حامل ہیں۔ آئین میں کئی حقوق بنیادی حقوق کے طور پر شامل کیے گئے ہیں، جو فوراً دیے جاسکیں ایسے حقوق تھے، لیکن دوسرے زیادہ تر حقوق کو سیاست کے راہنما اُصول میں شامل کیا گیا ہے۔ کیونکہ آئین ساز کمیٹی کا یہ خیال تھا کہ اِن حقوق کو مستقبل میں جیسے جیسے ریاستی انتظامیہ فروغ پاتا جائے گا اور مضبوط بنتا جائے گا ویسے ویسے عطا کردیے جائیں گے۔ ڈاکٹر بابا صاحب آمبیڈکر نے اس کی اہمیت واضح کرتے ہوئے کہا ہے کہ ''ملک کے جمہوری نظام میں وہ بنیادی اُصول ہیں''۔ ہمارے آئین میں ہم نے سیاسی جمہوریت قائم کرنے کی کوشش کی ہے لیکن سماجی اور معاشی جمہوریت کے بغیر سیاسی جمہوریت ادھوری ہے۔

ان راہنما اُصولوں کو مختلف حصوں میں پیش کرکے معلومات حاصل کریں۔

(1) اقتصادی پالسیوں سے متعلقہ اُصول : اقتصادی پالسی بنانے میں کافی اہم اُصولوں کو شامل کیا گیا ہے جو ذیل کے مطابق ہیں :

(i) تمام شہریوں کو زیادہ سے زیادہ فلاح وبہبودی ہو اور وہ کامیابی کا سہرا حاصل کرسکیں، اُس طریقے سے مادّی وسائل کے وہ مالک بنے اور اُن پر پابندی عائد کرسکیں اس طرح درجہ بندی کرنا۔

(ii) سرمایہ اور پیداوار وسائل کا کسی خاص جماعت یا طبقات میں مرکوز نہ ہو، اس بات کو مدّنظر رکھتے ہوئے ریاست معاشی نظام کی تشکیل کا کام کرے گی۔

(iii) مردوں اور عورتوں کو یکساں کام کے لیے یکساں تنخواہ حاصل ہو، اس بات کے لیے بھی ریاست کوشش کرے گی۔

(iv) کام کرنے کے مقامات پر تمام مزدوروں کی صحت برقرار رہے ایسے انسانی حالات پیدا کرنا۔ عورتوں، مردوں اور کمسن بچوں کو مالی طور سے مجبوری یا بیکسی کی وجہ سے تندرسی کو نقصان پہنچانے والے کام کرنے پر مجبور نہ ہونا پڑے، خطرناک مقام پر خطرناک کام نہ کرنا پڑے، اس معاملے کے لیے حکومت مناسب اقدام کرے۔

(v) صنعتی اداروں میں مزدوروں کو حصہ دار بنانے اور اُن کے حصّے داری بڑھانے کے لیے حکومت کوشش کرے گی۔

(vi) بچوں کی مالی مجبوری یا بےکسی کی وجہ سے اُن کے کسی بھی طرح کا استحصال نہ ہو، وہ صحت مند اور آزادانہ طور پر پُروقار حالت میں صحت مند ترقی کریں، اُس کے لیے ضروری مواقع اور سہولیات فراہم کرنے کے لیے حکومت خاص اقدام کرے گی۔

(vii) عورتوں کو حمل کے دوران ضروری چھٹیاں نیز راحت فراہم کیا جائے، اس کے لیے کامدار راجیہ بیمہ قانون، بونس کا قانون، حاملہ کی چھٹی کا قانون، گریجویٹی قانون وغیرہ قوانین انسانی معیار پر حاصل ہو، ایسے مقصد سے قائم کیا گیا ہے۔

(viii) حکومت اس بات کی بھی کوشش کرے گی کہ زراعت (کھیتی) اور مویشی افزائش جدید اور سائنسی طور پر ترقی کریں یا اُن کا انتظام جدید طرز پر ہو۔

(ix) گائے، بچھڑے، دیگر دودھ دینے والے جانوروں، بوجھ اُٹھانے والے جانوروں کی اولادوں کی حفاظت کے لیے اور بیل، گائیوں اور گدھوں کے قتل کو روکنے کی کوشش کریں گے۔

(x) ریاست میں سبھی لوگوں کو یکساں انصاف کے مواقع حاصل ہوں، مالی طور سے یا بے چارگی کی وجہ سے کسی بھی ضرورت مند شہری کو انصاف حاصل کرنے کے لیے انکار نہ کیا جائے اور اُنہیں مفت قانونی امداد حاصل ہو سکے، ان تمام معاملات کے لیے حکومت قانون تشکیل دے گی۔

(2) سماجی پالسیوں سے متعلقہ اُصول : درج فہرست ذاتیں، درج فہرست جن ذاتیں، محروم طبقات جیسے سماج کے کمزور اور پسماندہ طبقوں کی تعلیم اور اقتصادی مفاد کے فروغ کے لیے ریاستوں کو خاص اقدامات احتیاطاً کرنا ہوگا۔ جس کی بدولت سماجی ناانصافی اور استحصال کے خلاف اُن کا تحفظ کرے گی۔

بھارت میں رہنے والے تمام شہریوں کے لیے یکساں دیوانی قانون تشکیل دینا، سارے بھارت کے لیے ایک یکساں شہری قانون (یونیفارم سوِل کوڈ) کا انصاف کا انتظام کرکے سبھی کو انصاف ملے اُس کے لیے حکومت کوشش کرے گی۔ شادی، طلاق، نان ونفقہ، بالغوں، گود لینے کی رسم، وصیت وغیرہ کے لیے یکساں دیوانی قانون بنا کر سماجی انصاف کی سمت میں حکومت اقدام لے گی۔

ملک میں تمام شہریوں کو کام کرنے کا حق حاصل ہو، ضعیفی حالت، بیماری یا مخصوص یا غیر مناسب ماحول، بغیر غلطی یا بےقصور غریبی (مفلسی) جیسے دیگر حالات میں تعلیم اور عوامی امداد حاصل ہو، اس کے لیے حکومت مؤثر سہولیات فراہم کرے گی۔

(3) سیاسی اور خارجہ پالسی سے متعلقہ اُصول :

(i) ریاست گرام پنچایتوں کے قیام کے لیے ضروری اقدامات اٹھائے گی۔ وہ سوراج کی اکائی کے طور پر کام کر سکیں، اس لیے اُنہیں ضروری اختیارات، حقوق اور مالی امداد دے گی۔

(ii) ریاست (حکومت) خدمات میں عدلیہ کو انتظامیہ سے الگ اور آزاد رکھنے کے اقدام کرے گی، جس سے جج غیر جانبدار، باہمّت اور بے خوف ہوکر انصاف کر سکیں۔

(iii) بین الاقوامی امن وسلامتی اور ترقی کے لیے ممالک کے درمیان بین الاقوامی منصفانہ اور انسانی تعلقات برقرار رکھنے کے لیے، قوانین اور معاہدوں (صلح) سے متعلق فرائض کے تئیں احترام میں اضافہ کرنا اور بین الاقوامی ناانصافی اور تنازعات (جھگڑوں) کے مسائل کا پُرامن طریقے سے حل کرنے کے لیے حکومت کوشاں رہے گی اور اِن معاملات کو سب سے پہلے تعاون کرے گی۔

(4) تعلیمی اور تہذیبی پالسیوں سے متعلقہ اُصول : آئین کے ابتدائی دس سالوں کے درمیان یہ طے کیا گیا تھا کہ حکومت یہ کوشش کرے گی کہ 14 سال کی عمر کے تمام بچوں کو مفت اور لازمی تعلیم حاصل ہو۔ یہ حق اب بنیادی حق بن چکا ہے۔

قومی اہمیت کے حامل تمام فنی اور تاریخی اہمیت والی یادگاروں، مقامات، فن نقاشی، عمارتوں کا، جشن کے موقع پر استعمال ہونے والے مادے، لوٹ مار، بگاڑ، بدفعلی، منتقلی، نکال یا اُس کا خاتمہ ہونے سے روکنا اور تحفظ کرنا، یہ حکومت کا فرض ہوگا۔ اس طرح اس اُصول کا خاص اور اہم مقصد یہ ہوگا کہ ملک کے تہذیبی اور تاریخی ورثے کا مناسب طریقے سے جتن کیا جائے۔

(5) صحت سے متعلق پالسیوں کے اُصول :

(i) حکومت اس بات کی کوشش کرے گی کہ لوگوں کی صحت اور نشو ونما کے معیار کی اصلاح ہوئی ہے یا نہیں، نیز عوامی حفظانِ صحت اور عوامی خوشحالی میں اضافہ کے لیے اقدامات کرنا حکومت کے بنیادی فرائض مانے جائیں گے۔

(ii) صحت کے لیے نقصان دہ نشہ آور مادّے، مشروبات وغیرہ پر حکومت پابندی عائد کرے گی، جڑی بوٹیوں کے علاوہ نشہ آور مشروبات، ڈرگز اور نشیلے مادوں کے استعمال پر پابندی عائد کرے گی۔

(iii) ملک میں ماحولیات کا تحفظ ہو اور اُس میں ضروری اصلاح ہو، اس کے لیے حکومت کوشش کرے، ملک کے جنگلات اور جنگلاتی جاندار کا تحفظ ہو اس کے لیے خاص انتظام حکومت کرے گی۔

(iv) مزدوروں کے کام کرنے کے مقام پر صحت مند ماحول حاصل ہو نیز مایوسی (مفلسی) کے دنوں میں سماجی اور تہذیبی ترقی کے مکمل مواقع اُنھیں فراہم ہوں، ذہنی وجسمانی تندرستی میسّر ہو، سیر وتفریح سے لطف اندوز ہونے کے مواقع میسر ہوں، ایسی کوششیں کرنے کے لیے ریاستوں کو ہدایات دی گئی ہیں۔

اس طرح، سیاست کے راہنما اُصولوں کا مقصد ایک ایسا سماجی اور ریاستی نظام قائم کرنا ہے جہاں اختیارات غیر مرکوز ہوں، مذہب اور ذات پر مبنی سماج قائم نہ ہو بلکہ غیر امتیازی سماج تشکیل، متوازن استحصال سے پاک اور پُرمفاد کا حامل سماجی اور اقتصادی نظام قائم کرنا، یہ خاص مقصد ہیں۔ مطلب یہ کہ سماجی جمہوریت اور اقتصادی جمہوریت قائم کرنا ہے۔ سماجی امن وسلامتی کے ذریعے سماج کے کمزور طبقوں کی ترقی کے لیے مختلف فلاح وبہبودی کے منصوبوں پر حکومت عمل پیرا ہوگی، ایسی اُمید کی گئی ہے۔ جمہوریت صرف سیاسی شعبے تک ہی محدود نہ ہو بلکہ سماجی اور اقتصادی شعبے تک اُس کی وسعت ہونی چاہیے۔ اسی لیے استحصال سے پاک اور بے انصافی سے پاک متوازن، منصفانہ سماجی نظام کے خواب کی تعبیر کو سچ ثابت کرنے کی ذمہ داری ریاستی سرکار کے سر ڈالی گئی ہے۔ بنیادی حقوق سیاسی جمہوریت قائم کرتے ہیں، جب کہ اُصول سماجی اور اقتصادی جمہوریت میں ہم آہنگی پیدا کرنے کا کام کرتے ہیں۔ یہ اُس کا اہم نصب العین ہے۔ اُن کے درمیان کوئی تضاد نہیں ہے، بلکہ دونوں ہی ایک دوسرے کی تکمیل ہیں۔

مشق

1. ذیل کے سوالات کے جواب دیجیے:

(1) آئین میں شامل کردہ بنیادی فرائض کے بارے میں بتائیے۔
(2) سیاست کے راہنما اُصولوں کی اہمیت بتائیے۔
(3) بنیادی حقوق کی اہمیت سمجھائیے۔
(4) مناسب پابندیاں اور حد بندیاں یعنی کیا؟
(5) گرفتاری وارنٹ (ممنوع گرفتاری قانون) کے متعلق لکھیے۔
(6) بھارت کے آئین میں شامل آئینی (علاج کا حق) حقوق بتائیے۔
(7) اقلیتوں کو دیے گئے آئینی حقوق بتائیے۔
(8) مثبت امتیاز (تفریق) سے کیا مراد ہے؟

2. مختصر نوٹ لکھیے:

(1) مساوات کا حق
(2) آئینی علاج کا حق
(3) آزادی کا حق
(4) استحصال کے خلاف حق
(5) اقتصادی پالسی سے متعلقہ راہنما اُصول
(6) سیاسی اور خارجہ پالسی سے متعلقہ اُصول

3. ذیل کے جملوں کی وجوہات بیان کیجیے:

(1) بنیادی حقوق کی خلاف ورزی ہونے پر عدالت کا سہارا لیا جاسکتا ہے۔
(2) آئینی علاج کا حق 'آئین کی روح' کی مانند ہے۔
(3) آزادیاں غیر محدود یا غیر پابند نہیں ہوسکتیں۔
(4) سیاست کے راہنما اُصولوں پر عمل کرنا بنیادی حقوق کے استعمال کی اولین شرط ہے۔
(5) سیاست کے راہنما اُصول اور بنیادی حقوق دونوں ایک دوسرے کے متضاد نہیں بلکہ ایک دوسرے کی تکمیل ہیں۔
(6) استحصال سے پاک سماج کی تشکیل ہمارے آئین کا اہم نصب العین ہے۔
(7) 'حقوق اور فرائض' ایک سکّے کے دو پہلو ہیں۔
(8) بال مزدوری قابلِ سزا گناہ ہے۔
(9) راہنما اُصول کے عمل کے لیے عدالت کا سہارا نہیں لیا جاسکتا۔
(10) راہنما اُصول ملک کے انتظام کے بنیادی اُصول ہیں۔

(11) اقتصادی اور سماجی جمہوریت کے بغیر سیاسی جمہوریت ادھوری ہے۔
(12) تہذیبی اور تاریخی ورثے کا جتن کرنا ہمارا اخلاقی فریضہ ہے۔

4. ذیل سے مناسب متبادل پسند کیجیے:

(1) ڈاکٹر بابا صاحب آمبیڈکر نے کس حق کو 'آئین کی روح' کہا ہے۔
(A) آزادی کا حق (B) مساوات کا حق
(C) تہذیبی اور تعلیمی حق (D) آئینی علاجوں کا حق

(2) کس کے خیال کے مطابق سیاست کے راہنما اُصول ملک کے بنیادی حقوق کی مانند ہیں؟
(A) نریندر بھائی مودی (B) جواہر لال نہرو
(C) راجیند ر پرساد (D) ڈاکٹر بابا صاحب آمبیڈکر

(3) ممنوعہ گرفتاری کے تحت ملزم کو کتنے وقت تک گرفتاری کے تحت رکھا جاسکتا ہے؟
(A) 24 گھنٹے (B) 6 ماہ
(C) 3 ماہ (D) تاعمر

(4) کس عمر کے بچوں کو مفت اور لازمی بنیادی تعلیم حاصل کرنے کا حق ہے؟
(A) 6 سے 14 سال (B) 3 سال تک کے
(C) 14 سال سے زیادہ کے (D) 18 سال کے

(5) کس عمر کے بچوں کو خطرناک پیشوں میں کام نہیں کروایا جاسکتا؟
(A) 14 سال سے کم کے (B) 18 سال سے کم کے
(C) 6 سے 14 سال کے (D) 28 سال سے زیادہ

(6) کون سا عمل بھارت کے لیے سماجی داغ مانا جاتا ہے؟
(A) ذات پات (B) بال مزدوری
(C) جہیز/ دہلیز کی رسم (D) وہم-اندھی تقلید

سرگرمی

- ''کیا ہمارا آئین ہمارے بنیادی حقوق کا محافظ-والی کے طور پر کامیاب رہا ہے؟'' اسکول میں بحث ومباحثہ کی مجلس منعقد کیجیے۔
- 'یومِ بیداری رائے دہندگان' اسکول میں منائیں نیز کویز کا مقابلہ کا منصوبہ بنائیں۔
- یومِ انسانی حقوق منانے کے موقع پر مشہور ومعروف قانون داں یا انسانی حقوق پنچ کے کسی ممبر کے ساتھ پینل بحث کا منصوبہ بنائیں۔
- گاندھی جینتی دِن یا آمبیڈکر جینتی منانے کے موقع پر انسانی حقوق، بنیادی فرائض یا سیاست کے راہنما اُصولوں پر مبنی سلوگن منعقد کرکے اسکول کے اردگرد علاقوں میں عوامی بیداری لانے کے لیے ایک ریلی کا منصوبہ بنائیں۔
- بنیادی اور راہنما اُصول میں کون اعلیٰ تر ہے؟ یومِ انسانی حقوق کے روز اسکول میں مدرسوں، طلبہ کی پارلیمان منعقد کریں۔
- آپ کی رہائش گاہ کے علاقوں میں مختلف طریقے سے ہونے والے بال مزدوری کے خلاف احتجاج کرکے اُسے روکنے کے لیے آپ کیا اقدام لیں گے؟ اُس کا احوال تیار کیجیے۔
- 14 نومبر (بال دن) بال مزدوری کے خاتمے کی مہم کے پروگراموں-دہلی، تصویری مقابلے، عرضی نامہ افسروں کو دینا۔
- ڈاکٹر آمبیڈکر کی سوانح حیات (زندگی) پر دستی تحریر عدد یا پروجیکٹ کا کام کرواسکتے ہیں۔

10	اعضائے حکومت

تمہید

سرکار کے تین شعبے ہیں، **مجلس قانون ساز، انتظامیہ، عدلیہ**۔ اِن تینوں کی تشکیل کس طرح ہوتی ہے؟ وہ کیا کام کرتے ہیں؟ اُن کے اختیارات کیا کیا ہیں؟ اُن کے باہمی تعلقات کیسے ہیں؟ اس کے متعلق ہم تفصیل سے مطالعہ کریں گے۔

ریاست کے بنیادی مقاصد میں قانون اور انتظامیہ کے توازن کے ذریعے لوگوں کی خوشحالی اور سلامتی کو ترقی دینا شامل ہے۔ لوگوں کی مکمل طور سے فلاح و بہبود کو ترقی دے کر اُن کی آزادی اور بنیادی حقوق کا جتن اور تحفظ کرنا ہے۔ اس طرح ترقی اور کامیابی حاصل کرنے کے لیے ان تینوں شعبوں میں یعنی مجلسِ قانون ساز، انتظامیہ اور عدلیہ کے مابین باہمی ربط وتعاون ہو تو حکومت اپنا کام بحسن وخوبی اور مؤثر ڈھنگ سے انجام دے سکتی ہے۔ مجلس قانون ساز قوانین بنانے کا، جب کہ انتظامیہ تشکیل کردہ قوانین پر عمل کرنے کا اور عدلیہ اِن قوانین کی خلاف ورزی کرنے والے کو سزا یا جرمانہ کرنے کا کام انجام دیتی ہے۔

بھارتی آئین میں مجلس قانون ساز یعنی سنگھ (مرکز) میں پارلیمنٹ یعنی لوک سبھا اور ریاستوں میں ودھان سبھا کا شمار ہوتا ہے۔ انتظامیہ یعنی سنگھ (مرکز) میں صدر مملکت، وزیر اعظم اور وزراء کی کابینہ، اُن کا دفتر نیز اُن افسران پر مشتمل انتظامی عاملہ۔ جب کہ ریاستی سطح پر راجیہ پال (گورنر)، وزیر اعلیٰ اور اُن کی وزراء کی کابینہ، اُن کا دفتر اور انتظامی عمل ایک دوسرے کے ساتھ گہرے تعلقات اور باہمی تعاون کے ساتھ کام انجام دیتے ہیں۔ جب کہ عدلیہ کے نظام میں سپریم کورٹ چوٹی پر، ریاستوں میں ہائی کورٹ اور اُس کی ماتحتی عدالتیں، ضلع عدالتیں، اہم مخصوص عدالتیں ہیں۔ اِس طرح عدلیہ کو اِن دونوں شعبوں (مجلس قانون ساز اور انتظامیہ) الگ، آزاد اور مخصوص مقام دیا گیا ہے۔

بھارت مختلف ریاستوں سے بنا ہوا ایک سنگھ ریاست ہے۔ کوئی بھی ریاست آزاد اور اقتدار اعلیٰ کی حامل نہیں ہے۔ بھارت میں سنگھ (مرکز) اور ریاستی سطح پر پارلیمانی طرز کی حکومت ہے اور دونوں ہی الگ الگ قسم کی حکومت کے باوجود اُن کے درمیان اقتدار کا بٹوارہ ہونے کے باوجود ودھان سبھا اور اِنتظامیہ کے تعلقات گہرے اور باہمی تعاون کی بنیاد پر ہیں۔ جب کہ عدلیہ کا الگ، آزاد، غیر جانبدارانہ اور مخصوص مقام ہے۔

اقتدار کے بٹوارے کا اُصول

ریاستی حکومت جو کام انجام دیتی ہے وہ ایک دوسرے سے مختلف ہوتے ہیں۔ تینوں شعبوں کے کام ایک دوسرے سے مختلف نیز تمام کام میں مخصوص قسم کی قابلیت ضروری ہوتی ہے۔ یعنی مختلف شعبوں کے ذریعے مختلف افراد کے ذریعے کام ہونا چاہیے۔ اور بالآخر تمام شعبوں کو اپنے اپنے کام الگ انجام دینا چاہیے۔ اقتدار یا اختیارات کا بٹوارہ ہونے کی وجہ سے اُن اختیارات کا بے جا یا بے لگام استعمال ہونے کے امکان کم رہتے ہیں۔ تینوں شعبوں کے کام کے ذریعے سرکار کا انتظامی عمل آسان اور دائرۂ عمل مضبوط بنے اس کے لیے اقتدار کا بٹوارہ کرنا ضروری ہے۔ مثال کے طور پر مجلسِ قانون ساز کو قوانین تشکیل دینے کا اختیار ہے۔ اس لیے وہ اس کا غلط استعمال نہ کرے، جس کی وجہ سے انتظامیہ اور عدلیہ کو بعض ایسے اختیارات دیے گئے ہیں کہ وہ مجلسِ قانون ساز کو قابو میں رکھتی ہے۔ اسی طرح انتظامیہ پر مجلس قانون ساز اور عدلیہ کے ذریعے قابو رکھا گیا ہے۔ اسی طرح عدلیہ کو مجلسِ قانون ساز اور اِنتظامیہ پر قابو رکھنے کے اختیارات دیے گئے ہیں۔

(ا) **مجلسِ قانون ساز** : بھارت میں پارلیمانی قسم کی جمہوری حکومت ہے۔ لوگوں کی رہنمائی سنگھ (مرکز) سطح پر لوک سبھا میں اور ریاستی سطح پر ودھان سبھا میں دیکھی جاسکتی ہے۔ ملک کی اہم اور سب سے اعلیٰ تنظیم پارلیمان (مرکز - لوک سبھا) ہے۔ بھارت کی پارلیمان میں صدرِ مملکت، نائب صدر، راجیہ سبھا اور لوک سبھا کا شمار ہوتا ہے۔ مجلسِ قانون ساز کی دو قسمیں ہیں :

(الف) ایک ایوانی مجلسِ قانون ساز : جہاں مجلسِ قانون ساز ایک ہی ایوان سے بنے ہوئے ہوتے ہیں اُسے ایک ایوانی مجلسِ قانون ساز کہتے ہیں۔

(ب) دو ایوانی مجلسِ قانون ساز : جہاں مجلسِ قانون ساز دو ایوان سے بنے ہوں، اُسے دو ایوانی مجلس کہتے ہیں۔

مرکزی سطح پر مجلسِ قانون ساز کو پارلیمنٹ کہتے ہیں۔ پارلیمنٹ کے ایوانِ بالا کو راجیہ سبھا اور ایوانِ زیریں کو لوک سبھا کہتے ہیں۔ مرکزی پارلیمنٹ میں صدر، لوک سبھا اور راجیہ سبھا کا شمار ہوتا ہے۔ مرکزی سطح پر مجالس قانون ساز کو پارلیمنٹ کہتے ہیں۔ ریاستی سطح کی مجلسِ قانون ساز اسمبلی میں وِدھان سبھا اور ودھان پریشد اِس طرح دو ایوان ہوتے ہیں۔ اکثر ریاستوں میں ایک ہی ایوان ہوتا ہے، جسے ودھان سبھا کہتے ہیں۔ جب کہ بہار، اُتر پردیش، مہاراشٹر جیسی بعض ریاستوں میں وِدھان پریشد ہوتی ہے۔

(ا) مرکزی سطح پر مجالسِ قانون ساز (پارلیمنٹ - لوک سبھا) : پارلیمنٹ کے ایوانِ زیریں کو لوک سبھا کہتے ہیں۔ لوگوں کے ذریعے براہِ راست چنے ہوئے نمائندوں سے لوک سبھا تشکیل پاتی ہے۔ جس میں چنے ہوئے ممبروں کی تعداد 545 ہے۔ اینگلو انڈین طبقے کے دو ممبر کی نامزدگی صدر کرتا ہے۔

صدرِ مملکت پارلیمنٹ (لوک سبھا - راجیہ سبھا) کا حصّہ ہے۔ صدر پارلیمنٹ کی مشترکہ مجلس میں شامل ہونے کے علاوہ کبھی بھی شرکت نہیں کرتے۔ پارلیمنٹ کی پہلی مجلس کے افتتاح کے موقع پر خطاب کرنے اور مشترکہ مجلس میں شامل ہونے کے علاوہ کسی اور بیٹھک میں حاضر نہیں رہتے۔ صدرِ مملکت پارلیمنٹ کے دونوں ایوانوں کی مجالس بلاتا ہے، ایوانوں کو ملتوی کرتا ہے، اسی کے ساتھ لوک سبھا کو برخاست کرنے کا اختیار بھی اُسے حاصل ہے۔ پارلیمنٹ کے دونوں ایوانوں میں تین بار پڑھنے کے بعد ہی بل پر صدرِ مملکت کے دستخط یا منظوری ملتی ہے تب بل قانون بن جاتا ہے۔ لوک سبھا مستقل (قائمی) ایوان نہیں ہے۔ اس کی مدت پانچ سال کی ہوتی ہے لیکن مدت پوری ہونے سے پہلے بھی اُسے برخاست کیا جاسکتا ہے۔

بھارت کی پارلیمنٹ کو آئین میں پیش کردہ حدود کے دائرے میں رہ کر اپنے اختیارات پر عمل کرنا ہوتا ہے۔ اسی لیے آئین پارلیمنٹ سے اعلیٰ ہے۔ پارلیمنٹ نے جو قوانین تشکیل کیے ہیں اگر اُن میں آئین میں بتائے گئے اہتمام کی خلاف ورزی ہوتی ہو، آئین سے وہ متضاد ہوں تب عدالت میں اُس کے خلاف مقدمہ دائر کیا جاسکتا ہے۔ اگر عدالت کو اِس بات کا یقین ہوجائے کہ اُس نے (پارلیمنٹ نے) آئین کے اہتمام کی خلاف ورزی کی ہے تو وہ اُسے 'غیر قانونی' تسلیم کرکے خارج (باطل) کرسکتی ہے۔

پارلیمنٹ (لوک سبھا) ممبر کی لیاقتیں : لوک سبھا کے ممبر کے طور پر لیاقتوں کے مطابق وہ بھارت کا شہری ہونا چاہیے۔ چناؤ لڑنے کے لیے کم سے کم 25 سال کی عمر ہو اور پارلیمنٹ کی مقرر کردہ لیاقتوں کا حامل ہو لیکن وہ دیوالیہ یا ذہنی مریض (کند ذہن) نہ ہو۔ ریاستی حکومت (سرکاری) میں وہ تنخواہ دار ملازم یا عہدہ دار نہ ہو۔ عدالت کے پیشِ نظر سزا یافتہ مجرم نہ ہو، ایسا شخص ہی پارلیمنٹ کا اُمیدوار بن سکتا ہے۔ پارلیمنٹ کی دو نشستوں کے درمیان ایسی مجلس منعقد کی جاتی ہے کہ اُن کے درمیان چھ ماہ سے زیادہ کا وقفہ نہ گزرے۔ صدرِ مملکت وزیرِ اعظم کے مشورے سے ہی لوک سبھا کو برخاست کرسکتا ہے۔ جو شخص جس ایوان کا ممبر ہو اُس ایوان کی کاروائی میں حصہ لے سکتا ہے اور ووٹ دے سکتا ہے، لیکن وزراء کی کابینہ کا کوئی بھی ممبر پارلیمنٹ کے ایوانِ زیریں کا ممبر نہ ہو تب بھی وہ دونوں ایوانوں کے بحث ومباحثہ میں حصہ لے سکتا ہے، اُس میں تقریر کرسکتا ہے۔ لیکن ایوانِ بالا کا ممبر اپنے ہی ایوان میں ووٹ دے سکتا ہے۔ لوک سبھا میں گجرات کی 26 نشستیں (بیٹھک) ہیں۔ لوک سبھا کی مدت پانچ سال کی ہوتی ہے، لیکن مدت پوری ہونے سے پہلے بھی صدرِ مملکت اُسے برخاست کرسکتے ہیں۔ ہنگامی حالات کے دوران لوک سبھا کی مدّت ایک سال تک بڑھائی جاسکتی ہے۔ اگر صدرِ مملکت نے لوک سبھا کو برخاست کیا ہو تو عدالت میں اُس اقدام کے خلاف مقدمہ نہیں کیا جاسکتا۔

کورم : کورم یعنی ایوان کے ممبران کی کل تعداد۔ ایوان کے کاموں کی ذمّہ داری لینا اور اُسے جاری رکھنے کے لیے کل ممبروں کی تعداد میں سے حاضر ممبروں کی تعداد، لوک سبھا کے کل ممبران 545 کی تعداد کے $\frac{1}{10}$ یعنی 55 ممبروں کی تعداد حاضری کے لیے مانی جاتی ہے۔

جب کہ راجیہ سبھا میں ممبروں کی تعداد راجیہ سبھا کے کل ممبروں 250 کے $\frac{1}{10}$ یعنی 25 ممبروں کی تعداد مانی جاتی ہے۔

(2) راجیہ سبھا : پارلیمنٹ کے ایوان بالا کو راجیہ سبھا کہتے ہیں۔ یہ وہ ایوان ہے جو ریاستوں کی نمائندگی کرتا ہے۔ راجیہ سبھا میں 250 جتنے ممبروں کا اہتمام کیا گیا ہے۔ جن میں بالواسطہ 238 ممبر ریاستوں کی مجالس قانون ساز کے لیے چنے ہوئے ممبروں کی نمائندگی کرتے ہیں۔ راجیہ سبھا کے منتخب شدہ ممبران کے علاوہ بقیہ 12 ممبروں کو صدرِ مملکت کے ذریعے نامزد کیا جاتا ہے۔ جو ادب، سائنس، فن، تہذیبی کھیل کود اور سماجی خدمات کے شعبوں میں مخصوص واقفیت کے حامل اور سوجھ بوجھ اور مصلح تجربات کے حامل ہونا چاہیے۔

کوئی ایک شخص ایک ہی وقت کے دوران دو ایوانوں کا ممبر نہیں ہوسکتا۔

(2) قابلیت : راجیہ سبھا کا ممبر بننے کے لیے بھارت کا شہری ہونا چاہیے۔ 30 سال یا اُس سے زیادہ عمر والا ہونا چاہیے۔ مفلس، ذہنی طور سے کند ذہن یا عدالت کی طرف سے سزا یافتہ مجرم نہیں ہونا چاہیے۔ سرکاری اداروں میں تنخواہ دار یا نفع بخش عہدہ دار نہیں ہونا چاہیے۔ راجیہ سبھا میں گجرات کو 11 (گیارہ) نشستیں (بیٹھک) حاصل ہیں۔ راجیہ سبھا مستقل ایوان ہے، اُسے برخاست نہیں کیا جاسکتا۔ راجیہ سبھا کے ایک تہائی ممبران ہر دوسرے سال سبکدوش ہوتے ہیں اور اُتنے ہی نئے ممبر چنے جاتے ہیں۔ اِس طرح راجیہ سبھا کے ممبر زیادہ سے زیادہ چھ سال کے لیے ممبر کے طور پر رہ سکتے ہیں۔ حالانکہ وہ دوبارہ منتخب ہونے کے قابل ہوتے ہیں۔

پارلیمنٹ کے دونوں ایوانوں کو عام طور پر سال میں تین وقفہ (اصطلاح) حاصل ہوتا ہے۔ بجٹ کی میعاد، موسمِ باراں وقفہ اور موسمِ سرما وقفہ ہیں۔ بھارت کے نائب صدر عہدے کی رو سے راجیہ سبھا کے چیئرمین ہوتے ہیں۔ جب کہ ڈپٹی چیئرمین کا چناؤ راجیہ سبھا کے ممبران اپنوں میں سے ہی کسی کو منتخب کرلیتے ہیں۔ راجیہ سبھا کے پہلے چیئرمین ڈاکٹر سروپلّی رادھا کرشنن تھے۔

لوک سبھا کے اسپیکر (صدر)

لوک سبھا کی کاروائی منظّم طریقے سے ہو اور مخصوص اُصولوں کی بنیاد پر ہو، دونوں ایوانوں میں نظم وضبط برقرار رہے۔ اس لیے انتظام اور ایوانوں کی اہمیت برقرار رکھنے کا کام لوک سبھا کے اسپیکر کرتے ہیں۔ لوک سبھا کے ممبران اپنوں میں سے ہی اسپیکر اور ڈپٹی اسپیکر انتخاب کرلیتے ہیں۔ اسپیکر اجلاس کی صدارت کرتا ہے اور ایوان کی کاروائی انجام دیتا ہے۔ اسپیکر ممبران سے ایسی توقع رکھتے ہیں کہ وہ لوک سبھا میں نظم وضبط برقرار رکھیں۔ وہ ایوان کی وقار کا محافظ ہے۔ اُن کے فیصلے ایوان کے لیے آخری فیصلے مانے جاتے ہیں۔

صدر (اسپیکر) کسی بھی سیاسی جماعت کا رکن یا جماعت کی پُشت پناہی کا حامل ہوتا ہے، لیکن اسپیکر منتخب ہونے کے بعد اُسے ایوانوں کی کاروائی غیر جانبدارانہ طریقے سے کرنی پڑتی ہے۔ لوک سبھا کے برخاست ہونے پر اسپیکر کی مدت بھی پوری ہوجاتی ہے۔ لیکن نئے لوک سبھا کی تشکیل تک وہ اپنے عہدے پر فائز رہ سکتے ہیں۔ جب کہ لوک سبھا کے ممبران سادہ اکثریت سے قرارداد پیش کرکے اسپیکر کو 14 دِن کے لیے آگاہ کرکے عہدے سے ہٹا سکتے ہیں۔ لوک سبھا میں یا مجلسِ قانون ساز میں کی جانے والی تقریریں، تنقیدیں، اسپیکر کو مخاطب کرکے ہی کی جاتی ہیں۔ پارلیمنٹ کے دونوں ایوانوں کی کاروائی انگریزی یا ہندی زبان میں ہوسکتی ہے۔ لیکن ان دونوں زبانوں سے ناواقف ممبر کو اُن کی مادری زبان میں تقریر کرنے کی اجازت اسپیکر دے سکتا ہے۔ اسپیکر کی اجازت کے بغیر مسلسل 60 (ساٹھ) دن تک ممبر لوک سبھا کی مجلس میں غیر حاضر ہو تو اُس کی نشست خالی مانی جاتی ہے۔ اسپیکر ایوان کی مجلس کو موقوف بھی کرسکتا ہے۔

کاسٹنگ ووٹ (فیصلہ کن ووٹ): ایوان کی کسی کاروائی میں جب کوئی مسئلہ، معاملہ یا پریشانی پیش آئے، بل پاس کرنے کے معاملے میں آپسی گفتگو کے آخر میں فیصلہ کرتے وقت حمایت میں یا مخالفت میں یکساں ووٹ دیے جائیں تب اسپیکر اپنا فیصلہ کُن ووٹ (کاسٹنگ ووٹ) دے سکتا ہے۔ اس کے علاوہ وہ ایوان میں ووٹنگ نہیں کرسکتے۔ لوک سبھا کے پہلے اسپیکر شری گنیش واسو دیو ماونلنکر تھے۔

اسپیکر کی غیر حاضری میں نائب اسپیکر اجلاس کی صدارت کرتا ہے۔ اسپیکر اور نائب اسپیکر دونوں کی غیر حاضری میں ایوان کی صدارت کے سلسلے میں مختلف سیاسی پارٹی کے تجربہ کار اور پارلیمانی کام سے واقفیت رکھنے والے ماہرین کی ایک 'اسپیکرس پینل' تیار کی جاتی ہے۔ اُس کے ممبران دونوں کی غیر حاضری میں ایوانوں کی کاروائی کی ذمہ داری سنبھالتے ہیں۔

بل کب قانون بن سکتا ہے؟

قانون سازی مجلس کی درخواست کو بل کہتے ہیں۔

موجودہ قوانین میں اصلاح کرنے، نئے قوانین بنانے اور پرانے اور ناموزوں قوانین کو نامنظور کرنے کا کام پارلیمنٹ کرتی ہے۔ معمولی بل (غیر مالیاتی بل)، مالیاتی بل اور آئینی اصلاح کا بل ذیل کے مطابق عمل کے آخر میں قانون کی شکل اختیار کرتا ہے۔ عام طور پر ذیل کے مطابق اُس کی کاروائی ہوتی ہے۔

کسی بھی بل کو پارلیمنٹ کے دونوں ایوانوں میں سے کسی بھی ایک ایوان میں پیش کیا جاسکتا ہے۔ وزیر یا ایوان کے کسی بھی ممبر کے ذریعے بل پیش کیا جاسکتا ہے۔ پارلیمنٹ کے دونوں ایوانوں کی اصلاح کے بغیر یا اصلاح کے ساتھ منظوری ملی ہو، ایسی اصلاح کے ساتھ کسی کو بھی ایوان کے ذریعے منظوری نہ ملی ہو تب تک ایسا نہیں مانا جائے گا کہ وہ بل پارلیمنٹ کے دونوں ایوانوں میں پیش ہوا ہے۔ پارلیمنٹ میں کوئی بل غور وفکر کے تحت ہو تو وہ بل ایوان کے وقفے (اجلاس) کے خاتمے کی وجہ سے مسترد نہیں ہوسکتا۔ راجیہ سبھا میں از سرِنو غور وخوض کرنے کے بعد لوک سبھا میں پیش ہوجانے پر وہ بل لوک سبھا کے برخاست ہونے سے مسترد نہیں ہوگا۔ جب کہ لوک سبھا میں از سرِنو غور وفکر کیا گیا ہو یا پیش ہو جائے اور راجیہ سبھا میں وہ بل غور وفکر کے تحت ہو تو لوک سبھا کے برخاست ہونے سے مسترد ہوجائے گا۔ جب پارلیمنٹ کے دونوں ایوانوں کے درمیان کوئی بل پیش کرنے کے معاملے میں نااتفاقی پیدا ہو تب صدرِ مملکت پارلیمنٹ کے دونوں ایوانوں کی مشترکہ اجلاس بلا سکتا ہے۔ جس میں بل اکثریت سے پاس کیا جاسکتا ہے۔ مشترکہ اجلاس کی صدارت لوک سبھا کے اسپیکر ہی کرتے ہیں۔

بل سے طریقۂ قانون سازی -معمولی بل (غیر مالیاتی بل) : تمام معمولی بلوں کو وزراء کے ذریعے ایوان میں پیش کرنے کے عمل کو پہلی بار پڑھنا کہتے ہیں۔ جس میں بل کا عنوان، مقاصد، وجوہات کا بیان ہوتا ہے۔ جہاں تک مناسب کاروائی کے ذریعے بل پاس نہ ہوتب تک وہ قانون نہیں بنتا۔ بل پیش کرنے سے پہلے اُسے جس ایوان میں پیش کرنا مقصود ہو، اُس ایوان کے چیئر مین کی منظوری لینا پڑتی ہے، مرکز میں پیش ہونے کے لیے صدرِ مملکت کی منظوری اور ریاست میں راجیہ پال کی سفارشات سے بل پیش کیا جاتا ہے۔ پہلی مرتبہ بل پڑھنے سے اُس کی عام معلومات کے اہم نکات پر بحث ہوتی ہے۔ اگر اُس کی مخالفت کی جائے تو وہ مع وجہ بتائی جاتی ہے اور ضرورت پڑنے پر انتخاب کیا جاتا ہے۔

دوسری مرتبہ پڑھنے کے دوران بل کے ہر ایک نکات پر قلم وار بحث ہوتی ہے۔ اُس کے مقاصد اور اُس کے ردِ عمل کا تجزیہ کیا جاتا ہے۔ جس میں عوام، گروہ، جماعتوں یا اداروں یا مخالف پارٹیوں کے تاثرات کی بنا پر اصلاحات کی جاتی ہے اور آخر میں اُس کے لیے انتخاب ہوتا ہے۔

کئی مرتبہ ایوان میں کام کا بوجھ بڑھ جانے سے بل پر تفصیلی بحث نہیں ہوسکتی اسی لیے اُس موضوع کے ماہرین اور مخصوص واقفیت کے حامل ممبران کی سمیتی کو سونپ دیا جاتا ہے۔ وہ بل کا مطالعہ کرتے ہیں، رائے عامّہ کو مدِّ نظر رکھتے ہوئے مفصل بحث ومباحثہ کرکے آخر میں ضروری اصلاحات کی سفارش کے لیے ہدایتی احوال ایوان کو سپرد کرتے ہیں اور بل کو تیسری مرتبہ پڑھنے کے لیے بھیج دیا جاتا ہے۔

تیسرا مطالعہ صرف رسمی طور پر ہوتا ہے۔ سفارشوں کی منظوری یا نامنظوری کرنے کے بعد پیش ہونے کے لیے بل کی منظوری کے لیے انتخاب کیا جاتا ہے۔ اگر اُسے اکثریت ملتی ہے تب بل پاس ہونے کا پتہ چلتا ہے۔ اُس پر پہلے ایوان کے صدر کے دستخط لے کر دوسرے ایوان میں بھی اسی عمل کے ذریعے پاس ہوتا ہے۔ دوسرے ایوان میں ضروری اصلاح کے ساتھ دوسرے ایوان میں بل آسانی سے پاس ہوتو صدرِ مملکت کے دستخط کے لیے بھیجا جاتا ہے اور اُن کی منظوری ملنے سے بل قانون بنتا ہے۔

لیکن دوسرے ایوان میں وہ منظور نہ ہوتب اُسے دوبارہ پہلے ایوان میں بھیجا جاتا ہے۔ اگر دوسرے ایوان میں بل چھ ماہ تک روکے رہیں تو اُسے نامنظور کیا جاتا ہے۔ جب دونوں ایوانوں کے درمیان مخالفت بڑھ جائے یا ایوانِ بالا (راجیہ سبھا) میں اقتداری پارٹی کی اکثریت نہ ہوتب بل کو منظوری نہیں ملتی، اُس وقت دونوں ایوانوں کا مشترکہ اجلاس بلاکر مخالفت دور کرنے کی کوشش کی جاتی ہے۔

بل پر راشٹرپتی (صدرمملکت) کی منظوری لیتے وقت بھی راشٹرپتی کے لیے تین متبادل ہوتے ہیں۔

(1) وہ بل پر دستخط کرکے منظوری دیں یا
(2) وہ بل اپنے پاس رکھیں یا
(3) اُسے دوبارہ ترمیم واضافہ کے لیے پارلیمنٹ میں بھیج دیں۔

صدرِمملکت جب بل کو منظوری دیتے ہیں تب وہ قانون سرکار گیزیٹس میں شائع ہوتا ہے۔ اُس کے بعد اُس میں جو تاریخ درج کی جاتی ہے تب سے اُس قاعدے کا عمل مانا جاتا ہے۔

(ب) آئین میں اصلاح کے مطابق جب بل کو ایوان میں پیش کیا جائے تب دونوں ایوانوں کے کل ممبران کی تعداد اکثریت کی بِنا پر حاضر رہ کر ووٹ دیں۔ یہ یاد رہے کہ وہ ایک تہائی اکثریت میں ہونا ضروری ہے۔ مرکز اور ریاستوں کے تعلقات کے معاملات میں اگر تبدیلی واقع ہوئی ہو اور وہ ریاستوں سے متعلق ہوں تب بھارت سنگھ کے نصف سے زیادہ سنگھ ریاستوں کو ودھان سبھا کی منظوری ضروری رہتی ہے۔ اسی طرح معمولی بل کی رسم کے مطابق ہی یہ بل بھی مختلف مرحلوں سے گزرتا ہے۔

(ج) مالیاتی بل سے متعلقہ رسم : بل کے مالیاتی ہونے یا نہ ہونے کا فیصلہ لوک سبھا کا اسپیکر کرتا ہے۔ بجٹ سے متعلق اور مالیاتی اہتمام کے حامل بل کو مالیاتی بل کہتے ہیں۔ مرکز کا بجٹ وزیرِ مالیاتی 29-28 فروری کو لوک سبھا میں پیش کرتا ہے۔ تمام مالیاتی بل سب سے پہلے لوک سبھا میں ہی پیش کیے جاتے ہیں۔ جو ذیل کے مطابق بتائے گئے مرحلوں سے ہوکر گزرتا ہے۔